ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوہ هٰذا صراط مستقیم

پیغامِ توحید

یا

وسیلۃ النجات

مُصنّفہٴ

عالیجناب مستطاب محقق الحقائق و مستخرج الدقائق جامع المعقول والمنقول واقف الفروع والاصول فخر المتالهین و المتکلمین و مفحم المجادلین و الملحدین سلالۃ المصطفین مولانا مولوی السید محمد سبطین نقاہ اللہ من الدرن والشین پروفیسر گورنمنٹ کالج لودہانہ

حسب فرمایش

مینجر امامیہ کتب خانہ لاہور ریلوے روڈ

(باسمہ سبحانہ)

فلک النجاۃ فی الامامۃ والصلوٰۃ

کتاب مستطاب فلک النجاۃ فی الامامۃ والصلوٰۃ وہ کتاب ہے جسکے لئے مومنین کی آنکھیں انتظار کرتی کرتی پتھرا گئی تھیں. خدا کے فضل و کرم سے تمام خوبیوں کو آغوش میں لئے ہوئے پردہ کتم سے عرصہ ظہور میں آگئی ہے. یہ کتاب دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ سے لبریز اور مخالفین پر ایک بم کا گولہ ہے تہذیب او متانت ایسی ہے کہ کسی ... نہیں ہوتی. اور دلائل ایسے قوی ہیں کہ کتاب پڑھنے سے کسی مخالف کو بشرطیکہ ذرہ بھر انصاف دلیں رکھتا ہو. بغیر قبول مذہب حق کے چارہ نہیں کیوں نہ ہو دو جلیل القدر مشہور عالم فاضل حضرات کی بارہ سالہ تحقیقات کا لب لباب ہے یعنی جسکو عالیجناب عمدۃ العلما زبدۃ الفضلا مولانا مولوی حافظ **علی محمد** صاحب (سابق سنی) و عالیجناب رئیس المحققین زبدۃ المدققین مولانا مولوی حکیم **امیر الدین** صاحب (سابق سنی) ... ... نے متفقہ کوشش سے ترتیب دیا ہے. جلد اول میں بحث لفظ شیعہ معیار اہل ... حدیث ثقلین کی تشریح. وجہ تسمیہ و تاریخ اہل السنۃ والجماعۃ. خلفاء بنی امیہ و عباسیہ کا ثقلین سے سلوک جس کا پورا نقشہ دکھایا گیا ہے بعض صحابہ کے حالات سب و تبرا و لعن کی مہذبانہ تحقیق اور دیگر اسکے متعلق سنیوں کے ہر اعتراض کا معقول جواب جو بالکل اصول مسلمہ اہلجماعت کے لحاظ سے دیا گیا ہے. امامت و خلافت کی تعریف اور اسکے شرائط. خلفاء ثلاثہ سے ہر ایک کی خلافت کے انعقاد کی مفصل کیفیت. حضرات ثلاثہ کا امیر المومنین سے موازنہ اوصاف ایمان. شجاعت علم کا خوب درج ہے نصوص خلافت بلافصل جناب امیر کی ایسی طرز سے درج ہیں کہ مخالف کو یارائے دم زدن باقی نہ رہے اصول مسلمہ اہلجماعت اور انکی کتب اور محدثین کی توثیق. مذاہب اربعہ کے عروج کا راز سب بحوالہ کتب اہلجماعت کے بقید صفحہ و جلد نہایت احتیاط سے لکھا ہے. غرضیکہ اسمیں جملہ متنازعہ مسائل فیما بین شیعہ و سنی کا ... کیا ہے کہ پھر دوسری کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی. اور دوسری جلد میں نماز کیصورت بعد نبی تبدیل ہو جانیکا ثبوت. تقیہ کا جواز اور احکام طہارت سے لیکر آخر سلام تک نماز کے جملہ ارکان فرائض و سنت و مستحبات کو مذہب امامیہ کے کتب اہلجماعت سے بحوالہ صفحہ و مطبع و باب کے ایسا مضبوط لکھا ہے کہ اس سے نماز رسولی کا پتہ لگ جاتا ہے کہ اسطرح تھی. اور دوسری قسم قسم کی نمازیں جو سنیوں کے اندر رائج ہیں سب مصنوعی معلوم ہو جاتی ہیں ہر مسئلہ پر سینکڑوں عبارتیں کتب مخالفین سے اثبات ... کیلئے ... لکھاتی ہیں. آخر میں جنازہ کی پانچ تکبیروں کے ثبوت میں زبردست دلائل اور جبر و تبرا کا ثبوت درج ہے. خوبی اسکی ... وف ہے ۵ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

دیباچہ

باسمہٖ سبحانہٗ

اے حمد تو در دل و جاں شام و پگاہ ❊ وے نام تو بر نوک زباں در ہمہ گاہ
بے فضل تو سویت نتواں برد ن راہ ❊ لاحول ولا قوت الا باللہ

بعد حمد و ثناء ایزد بے ہمتا و درود و سلام صد رصد ور ایوان الاصطفا محمد احمد خاتم الانبیاء و آلہ الاتقیاء و اصحابہ النجباء۔ آنکہ غالباً ۱۳ یا ۱۴ فروری سنہ ۲۵ء کو بعض احباب مومنین نے گرداسپور سے مجھے لکھا کہ یہاں کے آریہ سماج نے فیصلہ کیا ہے کہ تحقیق مذاہب کی ایک کانفرنس قائم کی جائے جس میں ہندوستان کے کل مذاہب کے قائمقام منتدے آکر اپنے اپنے طریق پر مذہب کی حقانیت ثابت کریں اور انجات کا راستہ بتلائیں اور ۲۰ فروری سنہ ۲۵ء کو اس کانفرنس کا جلسہ ہوگا۔ اور اس خط کے ذریعہ مجھ کو بھی مدعو بلکہ مجبور کیا گیا۔ مگر چونکہ اس دن کوئی تعطیل نہ تھی میں نے انکار کیا چند روز بعد جبکہ کانفرنس کے جلسے میں صرف چار یا پانچ دن باقی رہے تھے۔ یہ خط پہنچا۔ کہ اب یہ قرار پایا

ہے۔ کہ نمایندوں کے بذاتِ خود آنیکی چنداں ضرورت نہیں ہے جو نہ آسکیں وہ مضمون لکھکر بھیجدیں۔ یہ سارے مضامین جلسے میں پڑھے جائیں گے۔ اور بعد میں ایک رسالہ کی صورت میں طبع ہونگے۔ چونکہ وقت تنگ تھا۔ اور بولنے اور لکھنے میں اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا کہنے اور کرنے میں۔ مجبور کرنے والے مومنین گرداسپور پر بڑا غصہ آیا کہ اتنے تنگ وقت میں مجھ جیسا مصروف اور عدیم الفرصت انسان کیونکر اس حکم ناگزیر کی تعمیل کرسکتا ہے۔ مگر معاملہ دین و مذہب کا تھا۔ اور وقت تنگ مزید خط و کتابت کا موقع مفقود۔ مجبوراً۔ ایک مختصر مضمون جسمیں زیادہ تر توحیدِ اسلامی کا جوہر تھا۔ **وسیلہ نجات** کے نام سے لکھکر بھیجدیا۔ جلسہ ہُوا۔ مضامین پڑھے گئے۔ جلسہ کیسا ہُوا؟ مضامین کیسے رہے۔ کس کس مذہب کے نمایندے نے پڑھے۔ اور کون کون پہلو بچا گئے؟ اسکی تفصیل تو مقامی حضرات بتلائینگے۔ اتنا معلوم ہُوا کہ مضمون مذکورہ غیر معمولی طور پر پسند کیا گیا۔ سماج نے چھاپنے کیلئے مانگا۔ مومنین کا علیحدہ طبع کرانے کا ارادہ ہُوا۔ بلکہ انگریزی ترجمہ کراکے طبع کرانے کا بھی خیال معلوم ہُوا۔ اور اسلئے مجھے خیال ہُوا کہ اس پر ایک نظر اور ڈال لی جائے۔ فرصت نکالکر مضمون پر نظرِ ثانی کی تو مجھے بھی لطف آیا۔ اور بعض مطالب کی تفصیل اور بعض بیانات کے نتائج اور کچھ آیاتِ قرآنی اور چند اقوالِ عارفین کے اضافہ کے بعد اس نے یہ موجودہ صورت اختیار کی جسم و روح تو وہی ہے جو تھا۔ البتہ ذرا لباس فراخ اور فاخرہ ہوگیا ہے

چونکہ بعض احباب کا خیال انگریزی میں اشاعت کا ہے۔ لہٰذا بفحوائے مضمون آیۂ صدر اسے پیغامِ توحید کے نام سے موسوم کیا۔ عنوان نہایت دقیق و وسیع اور وقت تنگ اور موقع اختصار کو مقتضی کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ حقِ توحید ادا اور میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو گیا۔ ہاں اگر ملک نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا مسلمانوں نے حوصلہ افزائی فرمائی۔ زمانے نے فرصت دی۔ اور خدائے وحدہٗ لاشریک نے توفیق عنایت فرمائی تو کیا عجب ہے کہ میں دو تین حصّوں میں مکمل کر دوں۔ اور میرے احباب اسکی کماحقہٗ اشاعت فرما کر اور پیغامِ توحید عالم کو سنا کر۔ ایک بہت بڑے اِسلامی فرض کی ادائیگی کا ثواب حاصل کریں۔ اور یہ میرے اور ان کیلئے وسیلۂ نجات و زادِ آخرت ثابت ہو۔ اور پروردگار عالمین بطفیل چہاردہ معصومین اسکو خلعتِ قبولیت عطا فرمائے کہ وہ رحیم و کریم کارساز و ذرّہ نواز ہے۔

عینِ حکمت ہے جو وہ کر لے قبول　　اسکے سجدے کی تو لائق اپنی پیشانی نہیں

اور کیا بعید ہے کہ بعض انصاف پسند طبیعتیں اس سے مستفید ہوں جبکہ اسمیں بہترین اور بالکل اچھوتے نکتے۔ توحید کے پائیں اور اپنی حقگوئی اور حق جوئی کا ثبوت دیتے ہوئے اس حقیقی اور فطری معیار پر مذاہب عالم کو پرکھیں۔ اور کھوٹے اور کھرے میں تمیز کریں۔ اور سچی وحدانیت ہندوستان کے مذاہب و اقوام مختلفہ میں اتفاق و اتحاد کی روح پھونکدے اِنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ

عَنْ سَبِيْلِهٖ یہی میرا سیدھا راستہ ہے اِس پر چلو اور راستوں کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں خدائی راستے سے علیحدہ کر کے جدا جدا کر دیں گے۔ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔ بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے بس سب ملکر اسی کی عبادت کرو اور یہی خدا تک پہنچنے کا سیدھا راستہ ہے۔ میں نے احباب گرداسپور کے حکم کی تعمیل کر دی تکمیل کیلئے بھی حاضر ہوں۔ اب دیکھتا ہوں کہ وہ کیا کرتے ہیں اور اپنا فرض کیونکر ادا کرتے ہیں۔ اور کہاں تک عملاً جوشِ اسلامی و ایمانی دکھاتے ہیں۔ کیونکر مذاہب عالم کو پیغامِ توحید پہنچاتے ہیں۔ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ اے مسلمانو تم میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کر دوں گا۔ خدا ان کے قول و فعل میں موافقت و مطابقت کی توفیق عطا فرمائے۔

"صدجاں فدائے آنکہ زبان و دلش یکے است"

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ والسلام خیر ختام۔

احقر الدارین السید محمد سبطین سرسوی غفی عنہ

۱۲۔ جون ۲۵ء

هو الکافی

پیغامِ توحید

یا

وسیلۃ النجات

چندیں ہزار ذرہ سراسیمہ می دوند ؛ درآفتاب و غافل ازاں کافتاب چیست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ یَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

(القرآن)

تمہید: جملہ ملل و مذاہب کے نزدیک مسلم ہے کہ ہم مخلوق ہیں اور ہمارا ضرور کوئی خالق اور صانع ہے۔ نیز ہم گنہگار ہیں۔ ہم طالب نجات ہیں۔ ہم اسکے بندے ہیں اور وہ ہمارا آقا و مالک۔ وہی منعم و محسن و مربی و رازق اور روزی رسان ہے اور بلاشبہ خالق و مخلوق میں ایک تعلق و رابطہ فطری

ہوتا ہے۔اور اسی وجہ سے ہر انسان مخلوق ہونے کی حیثیت سے اس اپنے خالق کی معرفت کا طالب ہے۔اور اسی کی تلاش میں رہتا ہے خواہ راہِ راست پر ہو یا راہِ راست پر نہ ہو۔مگر ہے اسی کی تلاش میں۔اسی کی فکر میں۔اسی کی معرفت کی دھن میں۔اور یہ اختلافِ مذاہب اس فطری تلاش اور اس دھن کا نتیجہ ہے۔

کفر و دین ہر دو۔ در رہش پویاں
وحدہ لاشریک لہ گویاں

کفر و دین دونوں اسی کی راہ میں دوڑ رہے ہیں۔اور ہر ایک یہی کہہ رہا ہے کہ وہ ذات وحدہ لاشریک ہے۔یا یوں کہیے کہ ہر ایک شے مخلوق اپنے خالق کیطرف ایک جذب فطری و طبعی رکھتی ہے۔اور اسی جذب فطری اور کشش طبعی کا نام محبت طبعی یا عشق فطری ہے یہ نہ صرف نوع انسان ہی میں پایا جاتا ہے بلکہ ذرّہ ذرّہ عالم میں بھی یہ جذب و کشش موجود ہے۔اور ہر ایک ذرہ کی حرکتِ طبعی اسی کا پتہ دے رہی ہے۔کیونکہ مسلم ہے کہ حرکت طلب کو مقتضی ہے اور طلب مطلوب کو چاہتی ہے۔اور مطلوب محبوبیت کا پتہ دیتا ہے پس ہر ایک ذرہ جذب و محبت فطری و طبعی اپنے خالق اور مبدا کیطرف رکھتا ہے بلاشک وشبہ۔ہماری فطرت۔خلقت اور سرشت اور خمیر میں یہ جذبہ موجود ہے۔

ما ہمہ مستاں ایں مے بودہ ایم   عاشقاں درگہہ وے بودہ ایم

ناف ما بر مہر او ببریدہ اند ⁖ عشق او در جانِ ما کاریدہ اند

اگر انسان کے مذہبی جذبات۔ خیالات و اعتقادات اور ان کی رسومات و عبادات کو بنظرِ عمیق دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ دینِ فطری کا جلوہ ہر جگہ نمایاں ہے۔ کوئی رام رام جپ رہا ہے۔ کوئی مائی گاڈ مائی لارڈ پکار رہا ہے۔ اور کوئی ست سری اکال کی صدا بلند کر رہا ہے اور کوئی اللہ اکبر کے نعرے لگا رہا ہے۔ مسجد میں۔ مندر میں۔ دیر میں۔ گرجا میں۔ کعبے میں۔ بیت المقدس میں۔ راہبوں کے صومعہ میں فقیر کی جھونپڑی میں۔ صوفی کی خلوت میں۔ بادشاہ کے محل میں۔ خشکی میں۔ تری میں۔ سورج کی روشنی میں۔ رات کے تاریک پردے میں۔ چھوٹے اور بڑے۔ مرد۔ عورت کی زبان پر اسی کا نام اور اسی کا ذکر ہے۔ حقیقتاً جو بت کو پوج رہا ہے۔ وہ بھی اسی معبود کی تلاش میں اور نجات کی فکر میں لو لگائے بیٹھا ہے۔ کسی مخلوق کے تصور سے خالق کا دھیان لگاتا ہے۔ اور گویا زبانِ حال سے کہہ رہا ہے۔

دل چاہتا ہے قدرتِ صانع پہ ہوں نثار
تجھکو بٹھا کے سامنے یادِ خدا کروں

گو دھیان غلط ہے۔ فرضی ہستی کو حقیقت سمجھنا صریح خطا ہے۔ اپنے ہاتھوں بنائے ہوئے اور تراشے ہوئے مجسمہ کو خدائے قہار و جبار کی بارگاہ میں مقرب اور وسیلۂ نجات اور شفیع سمجھ لینا بعید از عقل ہے لیکن یہ صنم پرستی بھی دراصل ہے معبود پرستی ہی کیخاطر۔ غرض ہر ایک کو تلاش اسی کی ہے۔ دھیان

اسی کا ہے۔ جذبہ وہی ہے کشش اسی طرف ہے۔ فکر اسی کی ہے۔ گو اسکے ملنے کی راہ بھٹکے اور بھولے ہوئے ہوں۔ کوئی کسی راہ پر لگا ہوا ہے اور کوئی کسی پر۔ وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشِقُونَ مَذَاهِبُ اور گو یہ نہ معلوم ہوا ہو کہ وہ محبوبِ فطری مطلوبِ واقعی معبودِ حقیقی کون ہے ؟
ولنعم ما قیل

یا صنم یا صنم از خلقِ جہاں میشنوم
این صنم کیست کہ عالم ہمہ دیوانۂ اوست

اور اس فطری طلب سے یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ نجات خدا رسی ہی میں ہے ❊

خدا رسی میں نجات ہے

انسان کا آخری کمال خدا رسی ہے۔ انسان کی منتہائی ترقی خدا رسی ہے۔ اور ہر انسان کامل کا منشاء وصالِ خدا ہے۔ جو خدا رسیدہ ہے وہ نجات یافتہ ہے اور اس کے لئے اولاً لازم اور ضروری ہوا کہ اسکی ہستی کا یقین اور اذعان کامل حاصل ہو۔ کیونکہ جسقدر اسکی ہستی کا یقین کامل حاصل ہوگا۔ اسی قدر طلب زیادہ اور صحیح ہوگی۔ اور اگر اس کے وجود اور ہستی میں شک و شبہ ہوگا۔ تو طلب سست وضعیف ہوگی ❊

خدا رسی کی اوّل شرط

لھذا اس بیان سے بخوبی ثابت ہے کہ خدا رسی کے لئے اوّل ایمان بخدا شرط ہے اور ایمان میں کمال رسوخ۔ استحکام۔ استقامت جس کا خدا کی نسبت ایمان

واذعان والیقان کامل اور اعتقاد راسخ نہیں ہے دل میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں وہ کبھی خدا رسیدہ نہیں ہوسکتا اور کبھی اسکو حقیقی نجات نہیں ملسکتی۔ بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر وہ امر جس پر یقین کرنا اور ایمان لانا ضروری ہے۔ خواہ توحید ہو یا لوازمِ توحید اسمیں جزم ورسوخ اور استحکام اور استقامت شرط ہے۔ لھذا خدا کو جاننا اور اُسپر کامل اعتقاد رکھنا اول شرط نجات ہے۔ شک وشبہ کی ایمان میں گنجائش نہیں۔ اسی پر عقلِ سلیم شہادت دیتی ہے! وراسی کی کلامِ خدا سے تائید ہوتی ہے۔ حیث قال اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ (حجرات ۲) سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ مومن وہی لوگ ہیں جو اللہ پر اور اسکے فرستادہ رسول پر ایمان لائے اور پھر کبھی انہوں نے اسمیں شک نہ کیا اور جان ومال سے راہِ خدا میں جہاد کیا پس ایسے ہی لوگ سچے مومن ہیں جن لوگوں کو توحید یا لوازمِ توحید جیسے کہ نبوت ورسالت میں شک ہوجائے وہ ہرگز مومن کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ اور اسی کے سبب اہلِ مذاہب مدعی ہیں! ورسب اس پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ لیکن اہلِ عقل جانتے ہیں کہ صرف خدا کو اسقدر جان لینا کہ وہ ہے۔ نجات کے لئے کافی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ بلاشبہ عالمِ وجود میں بہت سی چیزیں ہیں۔ خواہ ناقص ہوں یا کامل۔ اور نہ صرف یہ کافی ہوسکتا ہے کہ خدا ایک ہے کیونکہ بہت سی چیزیں

ہیں جو ایک ہیں۔ بلکہ ہر ایک فردِ انسانی اپنی خصوصیاتِ شخصیہ کے ساتھ ایک ہی ہے۔ اس کا دوسرا مثل نہیں ہے۔ بلکہ ہر موجود موجودات میں سے اپنے شخصیتِ وجود کے لحاظ سے ایک ہی ہے۔ کوئی بھی دو چیزیں تمام لوازم و عوارض میں بالکل یکساں نہیں ہو سکتی ہیں۔ نیز دو دو نہ ہونگی باوجود ایک ہونے کے بھی دوئی سے خالی نہیں ہے اِلّا ذاتِ خالق۔ ہماری سرسری نظر میں ہمارا سورج ایک ہے۔ ہمارا چاند ایک ہے ہماری زمین ایک ہے۔ ہمارا آسمان ایک ہے۔ خدا کو صرف اس طرح ایک جان لینا کافی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اہلِ مذاہب صرف اسیقدر اعتقاد و ایمان پر اکتفا کرتے ہیں ؞

معبود ایک ہے بلکہ حقیقت امر یہ ہے کہ ہم بندے اور وہ ہمارا مالک و آقا وہ خالق و صانع ہے اور ہم مخلوق و مصنوع ہیں۔ اور ہمارا اس کا حقیقی تعلق عبدیت و معبودیت کا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اسکے خالقیت میں وحدہ لاشریک ماننے کے ساتھ لازم ہے کہ اسکو معبودیت میں بھی وحدہ لاشریک مانیں پس اہلِ عقل و اہلِ بصیرت کے نزدیک اسکے ایک ماننے سے مدعا یہ ہے کہ وہی ایک معبود برحق ہے۔ اسکے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ اسکے سوا کسی اور کی عبادت اور پرستش جائز نہیں ہے۔ اسکے بغیر کوئی اور عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ اور یہی معنی ہیں کلمہ توحید کے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ اس مالک خدائے وحدہ لاشریک کے سوا جو ہمارا خالق۔ صانع۔

مربی اور رازق ہے۔ اور جو وحدتِ حقیقی کا مالک ہے۔ اور کوئی ہستی قابلِ عبادت اور لائق پرستش نہیں ہے۔ وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ مجھے کون امر مانع ہے کہ میں اسکی عبادت کروں جس نے مجھکو خلق کیا ہے اور اِس فطرتِ انسانی پر بنایا ہے حالانکہ ہم تم سب اسکی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ اسی کی طرف جانیوالے ہیں۔ بلکہ بحرکت طبعی فطری اسی طرف جا رہے ہیں۔ کَمَا بَدَاَکُمْ تَعُوْدُوْنَ جہاں سے ابتدا ہے۔ وہیں ہماری اس حرکتِ طبعی کی انتہا ہے فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ - پس ہر ایک شے سے قطع تعلق کرکے اور ہر ایک سے منہ پھراتے ہوئے اور خدا کی طرف توجہ کرتے ہوئے دینِ حنیف کیطرف اپنی توجہ کو قائم کر۔ یہ فطرتِ خدائی ہے جس پر تمام لوگوں کو خلق کیا ہے

ہستہا تحت قدرت اویند

ہمہ با او و او ہمی جویند

خلقت و فطرت الٰہی کو کوئی تبدیل نہیں کرسکتا یہی دین قویم و دین مستحکم و مستقیم ہے لیکن اکثر لوگ اسکو نہیں جانتے ۔

توحیدِ حقیقی پس توحیدِ حقیقی کے یہی معنی ہیں۔ کہ اس ذات وحدہ لاشریک کے سوا جو بسیطِ محض ہے اور ہر قسم کی دوئی سے پاک ہے۔ کسی اور کی عبادت اور پرستش کو اعتقاداً و عملاً جائز

و درست نہ جانیں جسطرح اسکو مثلاً خالقیت میں وحدہ لاشریک جانتے
ہیں ہَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰہِ کیا خدا کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے؟
ہرگز نہیں۔ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰہُ اگر تم مشرکین سے بھی یہ سوال کروگے کہ زمین و آسمان
کس نے پیدا کئے اور کس نے بنائے ہیں تو وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ
اللہ نے اور مجوس کا ظلمت کو خالق شر کہنا محض غیر معقول ہے ظلمت
بحیثیت ظلمت ہونے کے عدم ہے اور عدم بحیثیت عدم کسی شے کو وجود
نہیں دیسکتا ہے۔ اور محققین اور متالہین کے نزدیک تو شر خود شے عدمی
ہے۔ اور اسلئے وہ بالذات محتاج جعل جاعل ہی نہیں ہے اور مجعول بالعرض
ہے اسکو کسی خالق و جاعل کی ضرورت ہی نہیں وَلَا مُؤَثِّرَ فِى الْعَالَمِ
اِلَّا اللّٰہ۔ اسی طرح اسکو معبودیت میں بھی وحدہ لاشریک جانیں اور
مانیں اگر اسکی عبادت میں کسی اور کو شریک کریں یا اسکے سوا کسی اور
کی عبادت کریں۔ تو موحد نہیں کہلا سکتے۔ اکثر مشرکین صرف اسیوجہ سے
مشرکین کہلاتے تھے اور کہلاتے ہیں کہ باوجود خالق وحدہ لاشریک کو
خالق و صانع عالم ماننے کے بتوں کی عبادت کرتے تھے اور یا تو انکو اپنا
شفیع جانتے تھے یا واقعی مستحق عبادت۔ معبود اور الہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ
بعض مشرکین کا یہ اعتقاد تھا۔ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ یہ
بُت یہ اصنام یہ تماثیل اور یہ پتھر کے مجسّمے خدا کے پاس ہمارے سفارشی اور
شفاعت کرنے والے ہیں! ورلعبض کہتے تھے هٰذِهٖ اٰلِهَتُنَا یہی ہمارے

معبود ہیں۔ اور انہیں کی پرستش ہم پر فرض ہے اور انکی عبادت کرنے سے ہمیں خدا مل جائیگا۔ اور ان کے راضی ہونے سے خدا ہم سے راضی ہو جائیگا یعنی مشرکین عرب اپنے بتوں کو خالق اور صانع اور رازق نہیں جانتے تھے خالق اور صانع اللہ ہی کو جانتے تھے۔ مگر باوجود اسکے عبادت بتوں کی کرتے تھے! اسلئے مشرکین کہلاتے تھے۔ اور اسلامی پاک اور مقدس کتاب میں اس کا متعدد جگہ ذکر ہے۔ پس ہم عبد ہیں اور وہ معبود اور اسکی عبادت بلا شریک ہم پر فرض ہے ؛

حقیقتِ توحید میں نجات ہے

اور یہاں سے ثابت ہوا کہ نجات نہیں ہے مگر حقیقتِ توحید میں اور خدا رسی کے لیے اوّل ایمان بتوحید و اعتقاد توحید ضروری و لازمی ہے۔ پس جسمیں حقیقتِ توحید نہ پائی جاتے وہ کبھی نجات نہیں پا سکتا۔ اور کبھی خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور جس مذہب میں حقیقتِ توحید نہ ہو وہ کبھی سچا مذہب نہیں ہو سکتا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰھًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا فَرْدًا وِتْرًا حَیًّا قَیُّوْمًا دَائِمًا اَبَدًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا ؕ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ ہی جو وحدہ لاشریک معبود ہے وہ ایک ہے یکتا ہے بے نیاز ہے تنہا ہے نرنکار ہے۔ زندہ ہے سب کو زندہ و باقی رکھنے والا ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا نہ اس کے

بیوی ہے نہ بچہ ہے نہ اس کے حکومت و بادشاہت میں اسکا شریک ہے
اور نہ اس کا کوئی والی و وارث وہ بزرگ و برتر ذات ہے

بیٹا بیٹی ہے اسکے ماں ہے نہ باپ
ہے نرنکار سب ہیں آپ ہی آپ

غیر اللہ کی عبادت باطل ہے۔ اور اسکے سوا دوسرے معبود کا ذکر دوسرے کا نام زبان پر لانا کفر ہے۔ وہ زبان کاٹ ڈالنے کے قابل ہے جو اسکے ذکر میں گویا نہ ہو وہ دل دل نہیں بلکہ خانۂ شیطان ہے جسمیں غیر اللہ کا تصور ہو۔

ہر کہ نہ گویا بہ تو خاموش بہ
ہر کہ نہ یادِ تو فراموش بہ

خدا معبودِ کُل ہے

حکمائے حال اور حکمائے سلف کا اتفاق ہے کہ انسان آخر درجہ کونات ارضیہ میں ہے اور اس سے بالا سوائے خدا کے اور کوئی ہستی نہیں ہے۔ باقی تمام انواعِ عالم اسکے ماتحت ہیں۔ حیوانات ہوں یا نباتات یا جمادات۔ بسائط ہوں یا مرکبات اور انسان کل مراتب جسمانیت و روحانیت کو بحیثیت استعداد حاوی اور جامع ہے۔ حیوانات اس سے ایک درجہ پست ہیں اور نباتات دو درجے اور جمادات تین درجے۔ اور بالعکس جمادات سے انسان تین درجے بالا ہے اور نباتات سے دو درجے اور حیوانات سے ایک درجہ اُس کے اوپر اور اس سے بالا کوئی نوع نہیں ہے اِس سے بالا بس ذاتِ خالق ہی ہے۔ اور اسلئے

کل حکماء سلف اور فلاسفۂ حال کا اتفاق ہے کہ انسان جو کہ ششم درجہ کونات اور آخری مرتبہ کائنات میں ہے اشرف المخلوقات و افضل کائنات ہے۔ اور یہ مسلم ہے کہ افضل کو ادنیٰ کی تعظیم عقلاً قبیح ہے۔ اشرف کو اخس کیطرف متوجہ ہونا خلاف عقل ہے۔ اور اسکی بینی کا موجب اور یہ کہ ہر ایک شے کی ترقی اپنے سے اعلیٰ مرتبہ کی طرف ہوتی ہے نہ کہ اپنے سے ادنٰے کی طرف۔ حکماء کا مقولۂ مسلم ہے "المطلوب من حیث المطلوب ارفع من الطالب من حیث الطالب اذ العالی لا یلتفت بالذات الی السافل"۔ مطلوب مطلوب ہونیکی حیثیت سے ہمیشہ طالب سے اعلیٰ اور ارفع اور بلند مرتبہ ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ اعلےٰ کی ادنٰے کی طرف بالذات التفات و توجہ نہیں ہوتی۔ اور اسلئے اعلیٰ ادنٰے کا طالب نہیں ہوتا۔ بلکہ ادنٰے کو اعلےٰ کا طالب ہونا چاہیئے۔ اور ایسا ہی ہے۔ لھذا انسان کیلئے عقلاً اپنے سے ماتحت انواع کیطرف متوجہ ہونا درست نہیں ہے اگر انسان اپنی ماتحت انواع کیطرف توجہ کریگا خواہ حیوانات میں سے کسی نوع یا فرد کی طرف ہو یا نباتات میں سے یا جمادات میں سے تو یہ امر عقلاً قبیح کہلائیگا۔ اور بجائے ترقی کے انسان میں تنزل پیدا ہوگا۔ اور بجائے شرافت کے خساست بڑھیگی۔ بجائے نور کے ظلمت زیادہ ہوگی بجائے روحانیت کے مادیت ترقی کریگی۔ حالانکہ منشاء انسان حقیقتہً روحانی ترقی ہے۔ پس انسان اشرف مخلوقات کے لئے ہرگز ہرگز اپنے

سے پست نوع کی طرف متوجہ ہونا اسکی تعظیم کرنا یا اسکی عبادت اور پرستش کرنا کسی طرح درست نہیں۔ ہر ایک شے کی ترقی جانب بالا اور طرفِ اعلیٰ میں ہوتی ہے۔ پس انسان جو اشرف مخلوقات ہے اس کو چاہیئے کہ اعلیٰ کی طرف ترقی کرے۔ اور بالا کی طرف جائے اور اس سے بالا نہیں ہے۔ مگر خدائے وحدہ لاشریک۔ پس انسان کا کمال اور انسانکی روحانی ترقی اس پر موقوف ہے کہ وہ صرف خدا کی طرف رجوع کرے اور اُس طرف ترقی کرے۔ اسکی صفتوں سے متصف ہو۔ اور اس کے کمالات کا عکس اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اور اس طرح سے اس کا قرب حاصل کرنے کا طالب رہے اور ہمیشہ اس کا تقرب ڈھونڈے اور چونکہ وہ معبود ہے اور یہ بندہ۔ عبد کو معبود سے تقرب حاصل نہیں ہوسکتا۔ مگر بذریعہ عبادت۔ پس چاہیئے کہ انسان اس معبود کی حقیقی عبادت کرے۔ اور اس عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کرے یہی توحید ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو اور اس میں نجات ہے خدارسی میں نجات ہے۔ اور خدارسی بغیر اسکی صحیح اور خالص عبادت اور طاعت کے ناممکن ہے۔ لہذا نجات بغیر حصولِ توحیدِ حقیقی ناممکن ہے اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ وَلَا اُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا بس سواء اسکے نہیں ہے کہ مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ ہی کی عبادت کروں اور اسکے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بناؤں (رعد ۵) وَلَا اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو

شریک نہیں بناتا ہوں (کہف ۵) وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا (نساء ع ۶) اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ۵ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں خالص دین کے ساتھ اللہ کی عبادت کروں۔ فَاعْبُدُ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ۔ پس خالص دین کے ساتھ خدا کی عبادت کرو (زمر ع ۲) وَقَضٰی رَبُّکَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ اور اللہ نے یہی حکم دے دیا ہے کہ بس اسکے سوا، اور کسی کی عبادت نہ کرو (اسرائیل ع ۳) اَمَرَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ (یوسف ۴) اُس نے حکم دیا ہے کہ اسکے سوا کسی کی عبادت نہ کرو فَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ۔ مرتے دم تک خدا ہی کی پرستش کئے جا۔ اور کسی کی عبادت نہ کر۔ "اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ" جن کو تم پوجتے ہو میں بیشک ان سے بیزار ہوں "اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ" اے حبیب کہدو انلوگوں سے کہ ہم سب خدا پرست تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے بیزار ہیں جنکی تم عبادت کرتے ہو۔ وہ فرماتا ہے اَنَا رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْنِ میں ہی تمہارا رب ہوں میری ہی عبادت کرو (انبیاء ۳) "خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ" وہ ہی تو ہر شے کا خالق ہے بس اسی کی عبادت کرو (انعام ۱۳) "اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ" بیشک میں ہی خدائے وحدہٗ لاشریک ہوں میرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں ہے۔ پس میری ہی عبادت کر (طٰہٰ ۳) وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا

بِہٖ شَیْئًا" صرف اللہ کی پرستش کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ **خلاصہ** یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت ہرگز مفید نہیں ہو سکتی انسان کو چاہیے کہ اپنے سے اعلیٰ کی طرف رجوع کرے اور وہ بس اللہ ہی ہے ؛

تفصیلِ مدعا انسانی تصرف علم و قدرت اور موجوداتِ عالم کا تجربہ بتلاتا ہے کہ باوجود ایک مٹھی بھر خاک ہونے کے ایک ایسا جوہر اس خاک میں پوشیدہ رکھا ہے کہ اسکی وجہ سے کل موجوداتِ عالم پر حکومت کرتا ہے! ور سب پر تصرف رکھتا ہے اور سب کو اپنے کام میں لاتا ہے۔ گویا بسائط اور مرکبات سب اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں جمادات۔ معادنیات پر یہ حکومت رکھتا ہے۔ اور ان سے کام لیتا ہے۔ ان کو جس طرح چاہتا ہے کام میں لاتا ہے نباتات پر یہ حکومت رکھتا ہے۔ اور ان پر سیکڑوں طرح کا تصرف کرتا ہے۔ حیوانات پر یہ حکم رکھتا ہے! ور ان کو مسخر کرکے ہزاروں کام لیتا ہے۔ ہوا پر اسکی حکومت ہے۔ پانی پر اس کا قبضہ ہے بلکہ انکی قوتِ باطنی یعنی قوتِ برقی پر اسکی حکومت ہے۔ غرض جمادات نباتات حیوانات دریا سمندر پہاڑ ہوا برق اسکے ماتحت ہیں اور یہ سب سے بالا اور فوق ہے اور اسی میں اس کے اشرف مخلوقات اور افضل کونات ہونے کا راز ہے۔ اور اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کل اشیاء ارضی اسکے لئے بنائی گئی ہیں۔ اور اسی کی طرف قرآن پاک میں اشارہ ہے "خَلَقَ لَکُم

مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا" اے انسانوں جو کچھ زمین میں ہے وہ سب تمہارے ہی لئے خلق کیا گیا ہے بالواسطہ یا بلاواسطہ یہ کل چیزیں تمہارے ہی لئے بنائی گئی ہیں۔ اور غایت ذی الغایت سے افضل ہے۔ پس انسان ان سب سے افضل ہے جو اس کے لئے بنائی گئی ہیں نہ صرف زمین کی اشیا اسکے لئے بنائی گئی ہیں بلکہ اجرام سماوی بھی اسی کیلئے ہیں۔ اور اسی کی خاطر ہیں۔ چاند سورج اِسکو روشنی دینے اور اِسکی ضرورت بہم پہنچانے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ آسمان اس پر سایہ انداز ہے۔ ستارے اس سائبان کی زینت۔ اور انسان کی ہدایت و راہ نمائی اور بیشمار فوائد کیلئے اپنی چمک دمک دکھا رہے ہیں۔ اور اسی واسطے خدا کے سچے اور برحق کلام میں یہ مضمون ہے "وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِہٖ"۔ شمس اور قمر تمہارے ہی لئے مسخر کئے گئے ہیں اور ستارے بھی اسی کے حکم سے تمہارے مسخر ہیں۔

ابر و باد و مہ و خورشید فلک در کارند
تا تو نانے بکف آری و بہ غفلت نخوری

پس وہ جوہر انسانی کوئی معمولی چیز نہیں ہو سکتا۔ حکماء اسکو اسرار کائنات کا خزانہ کہتے ہیں۔ اور عارفین اسکو عالم اصغر جسکے لئے تمام موجودات ارضی و سماوی کی خلقت ہوئی اور جسکی خاطر یہ سامان مہیا کیا گیا کوئی بڑی چیز ہے۔ اور یہاں سے ضرور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سب کچھ انسان کے لئے بنایا گیا ہے تو انسان کس لئے بنایا گیا ہے اور اس کی غرض و غایت کیا

ہے؟ اور اس کا جواب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اللہ تعالٰے نے سب کچھ اسکے لیئے بنایا ہے اور اسکو اپنے لیئے بنایا ہے اور اسی واسطے ارشاد فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ہم نے جن و انس کو عبادت ہی کے لیئے خلق کیا ہے کہ عبادت سے اسکو معبود کا قرب حاصل ہو اور اس پر انعام و اکرام معبود کا کامل اور تمام ہو یہی مضمون صریحاً ایک حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ وہ معبود برحق فرماتا ہے يَا ابْنَ آدَمَ خَلَقْتُ الْاَشْيَاءَ لِاَجْلِكَ وَخَلَقْتُكَ لِاَجْلِيْ اے انسان اولاد آدم تمام اشیاء کو میں نے تیرے لیئے بنایا ہے اور تجھ کو میں نے اپنے لیئے کہ تجھکو اپنے صفات کا نمونہ اور اپنے کمالات کا آئینہ بناؤں اور اپنے انعام و اکرام اور فیضان کا خاتمہ کروں اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ کل اشیاء انسان کیخاطر بنی ہیں تو کل اسکی مطیع ہیں اس سے ادنےٰ ہیں۔ اس سے پست ہیں۔ اسکے ماتحت ہیں۔ اسکی محکوم ہیں۔ اسکی خدمت کے لیئے مامور ہیں اور مسخر ہیں پھر کوئی عقل اسکو قبول نہیں کر سکتی کہ انسان کو غیر خدا کی پرستش و اطاعت جائز ہے کیونکر ہو سکتا ہے جو متبوع ہے وہ تابع بنجائے جو حاکم ہے وہ محکوم ہو جائے۔ جو آمر ہے وہ مامور کہلائے۔ جو مطاع ہے وہ مطیع ہو جائے اور در اصل جو مطلوب ہے وہ طالب ہو جائے۔ اور کیونکر ممکن ہے کہ انسان کسی جمادی شئے مثلاً پتھر یا نباتی مثلاً درخت یا حیوانات میں سے کسی کی پرستش کر کے انسان کامل ہو جائے بلکہ کیونکر ممکن ہے کہ ایسا کرنے سے

وہ انسان کہلائے اور اشرفِ مخلوقات کہلانے کا مستحق ہو انسان کے لئے غیر اللہ کی طرف رجوع کرنا قطعاً باطل ہے! ور ہرگز عقل اسے قبول نہیں کر سکتی اور جس مذہب میں غیر اللہ کی عبادت کی تعلیم ہو وہ مذہب کبھی حقانیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا ایسے مذہب کی تعلیم انسان کو اوج سے پستی کی طرف لئے جا رہی ہے اور اسکو عزت دینے کے بجائے ذلیل کر رہی ہے۔

ہر ایک شے بواسطہ یا بغیر واسطہ طالبِ معبودِ حقیقی ہے

حقائق و موجوداتِ عالم کا مشاہدہ اور تحقیق ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ ذرّہ ذرّہ عالم متحرک ہے کسی شے کو قرار نہیں ہے بسائط۔ مرکبات۔ جمادات نباتات۔ حیوانات سب میں حرکت پائی جاتی ہے۔ حرکت طبعی ہو یا حرکت ارادی اور اسی طرح نفوس انسانیہ۔ اور حرکت باتفاق حکماء ایک طلب ہے اور طلب مطلوب کو چاہتی ہے پس کل موجودات بلکہ ذرات عالم ایک مطلوب کی تلاش میں بے چین ہیں اور ہر ایک اپنے سے بالا کی طرف ترقی کر رہا ہے اور اس تک پہنچ رہا ہے۔

چندیں ہزار ذرہ سراسیمہ می دوند
در آفتاب و غافل ازاں کافتاب چیست

لیکن اگر ذرا نظر غائر سے کام لو چشم بصیرت سے انہیں دیکھو تو معلوم ہو گا کہ بسائط۔ مرکبات۔ جمادات۔ نباتات اور حیوانات سب کا مطلوب

اول انسان ہے یہ سب اسی تک پہنچنا چاہتے ہیں اسی کی تلاش میں
اور اس مٹھی بھر خاک میں جو خزانہ اسرار پوشیدہ ہے اسکی فکر میں ہیں
بسائط حرکت کرتے کرتے مرکبات کی صورت اختیار کرتے ہیں مرکبات
میں اول جمادات ہیں جیسے کہ معدنیات ۔ بسائط نے حرکت کرتے کرتے
معدنیات کی صورت اختیار کی کوئی لعل بنا کوئی یاقوت بنا کوئی الماس
اور کوئی نیلم بنا اور علیٰ ہذا القیاس اور آخر کار یہ جواہرات یا کسی انسان کے
گلے کا ہار بنے یا کسی کے سر کے تاج میں ٹکے انگشتری میں لگ کر ہاتھ
کی زینت ہوئے یا کشتہ ہو کر انسانی خون بنے اور اپنی ہستی کو اس اعلیٰ
نمونہ قدرت معبود میں فنا کر کے مطلوب حاصل کیا اور اپنے مقصود
کو پہنچے ۔

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست
مشغولِ حق ہوں بندگیٔ بوتراب میں

نباتات تر و تازہ ہو کر شوق سے انسانی غذائیں بنتے ہیں اور اسطرح
اس پر فدا ہو کر کمال حاصل کرتے ہیں ۔ حیوانات اپنے دودھ ۔ دہی
مکھن اور پنیر کی صورت میں غذائے انسانی بنتے ہیں ۔ اسکی خدمت
میں شب و روز لگے رہتے ہیں اور اکثر اپنی ہستی اس پر قربان کر کے کمال
دوام و بقا حاصل کرتے ہیں اور حیوانات کا غذا حیوانی بنکر انکی ہستی
جسمانی میں شامل ہو جانا ان کے لئے کمال ہے نہ نقصان ۔ مصرع

عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

اور یہی راز ہے کہ اکثر حیوانات انسانی غذا بنتے ہیں۔ اور یہ عین مقتضائے فطرت اور قانونِ قدرت ہے۔ یہ حیوانات پر ظلم نہیں۔ یہ عین غایت ہے اور یہی علت حیوانی قربانی کی ہے فافہم۔ فَکُلٌّ مَجْبُوْلٌ عَلٰی طَلَبِ الْکَمَالِ سب کے سب کمال کی طلب و تلاش پر مفطور و مجبول ہیں یعنی کمال کی طلب انکی فطرت اور سرشت میں داخل ہے اور انکی اس طلب کمال کا مقتضا یہی ہے کہ ہر ادنٰے اپنے کو اعلیٰ تک پہنچاوے اور تمام کی حرکت طبعیہ اور ارادیہ کی غایت انسان ہے اور نفوس انسانیہ میں یہی طلب یہی حرکت طبعی و ارادی ہے اور وہ بھی بالفطرۃ کمال کا طالب ہے اور کمال نہیں ہے مگر کامل سے اتصال اور اس کے اوصاف سے اتصاف پانے میں۔ اور موجوداتِ عالم میں انسان سے کامل تر کوئی موجود نہیں ہے پس اسکی غرض و غایت نہیں ہوسکتی مگر خالق و صانع۔ کہ اس سے بالا وہی ہے وَ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی پس وہی غایت الغایات۔ وہی مطلوبِ کُل اور یہی مقصودِ کل ہے۔ اور یہاں سے صاف واضح ہوگیا۔ کہ جب کل اشیاء کا مرکز اور مطلوب و مقصود انسان ہے۔ اور یہ سب اسکی طرف متوجہ۔ تو ان میں سے کوئی شے ایسی نہیں ہوسکتی جسکی طرف انسان رجوع کرے اور اسکی تعظیم و تکریم کرے۔ اور اسکی اطاعت وعبادت کی طرف توجہ کرے۔ یہ قطعًا خلاف فطرت خلافِ عقل ہے اسی پر قیاس کر لیجئے حرکات اجرام سماوی کو۔ کہ ہر ایک ان میں سے متحرک و مضطرب ہے اور سب ایک مطلوب و مقصود کی دُھن میں لگے

ہوئے ہیں۔ اور ہمارے بیانِ سابق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انسان جو اپنی ماتحت انواع کا مطلوب و محبوب و مقصود ہے تو یہ نہ بسبب انسان ہونے کے بلکہ محض اسلئے کہ ہر ایک دراصل مطلوبِ حقیقی کی طلب میں ہے۔ اور انکی منتہائی کوشش یہی ہے۔ کہ اپنے کو اپنے سے اعلیٰ ہستی تک پہنچاویں اور وہ انسان سے اتصال پیدا کر کے اس مطلوبِ حقیقی تک پہنچنا چاہتی ہیں ولِھٰذا کُلٌّ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ" سب اسی کے طرف راجع ہیں سب کا مرجع وہی ہے۔ وہی سب کا مطلوب وہی سب کا محبوب وہی سب کا ماویٰ وملجا ہے وہی غایت الغایات و نہایۃ النہایات ہے اور کلمہ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون میں اسی کا راز ہے کہ ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور سب کے سب اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

ونعم ما قیل

فلک گشتہ سرگشتۂ کوئے او

بود روئے عالم ہمہ سوئے او

ہمی میرسد بر مشام و دلم

ز کل خاصہ از اہلِ دل بوئے او

نہ انجام پیدا نہ آغاز ہست

تمامی یکے پرتوِ روئے او

مزید تحقیق مقام و توضیح مرام یہ جو کچھ ہے تفہیم و تفاہیم کیلئے

ہے۔ ورنہ یہ خیال نہ کرنا چاہئے۔ کہ یہ موجودات مثل بسائط و مرکبات وجمادات و نباتات و حیوانات عقل و شعور و ادراک سے خالی ہیں اور بس ان میں یہی ہے جو کچھ ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ نہیں نہیں۔ بلکہ۔ ہر ایک شئے اپنی اپنی ہستی اور اپنی اپنی بساط کے موافق عقل و شعور رکھتی ہے۔ اور یہ فلسفہ جدید و قدیم حکماء نے مان لیا ہے اور ہم اپنی ایک کتاب (کشف الاسرار) میں اس پر مفصل بحث کر چکے ہیں اور حکماء کا مقولہ ہے لِکُلِّ شَیْءٍ عَقْلٌ وَّ شَعُوْرٌ حَسَبَ تَاَکُّدُ وُجُوْدِہٖ شِدَّۃً وَّ ضُعْفًا" ہر ایک شئے اپنے وجود کے موافق عقل و شعور رکھتی ہے ضعیف میں ضعیف اور قوی میں قوی اور اسی درجہ عقل و شعور کے موافق ہر ایک شئے اپنے خالق کی معرفت رکھتی ہے اور اس معرفت کے موافق عبادت تکوینی ہو یا عبادت تکلیفی پہلی عام ہے اور دوسری خاص۔

ہر ایک شئے خدا کی عبادت کرتی ہے

لہذا حقیقت امر یہ ہے کہ ذرہ ذرۂ عالم اور جملہ موجودات اور کل کائنات اسی معبودِ برحق کی عبادت میں بالطبع و بالارادہ مشغول ہیں۔ اور ہر ایک شئے کی زبان حال و مقال پر اسی کا ذکر اسی کا نام اور اسی کے نام کی تسبیح ہے اسی واسطے ہمارے ہادی برحق نے فرمایا ہے لِکُلِّ ذَرَّۃٍ لِسَانٌ مَلَکُوْتِیٌّ نَاطِقٌ بِالتَّسْبِیْحِ ہر ایک ذرہ ایک روحانی زبان رکھتا ہے جو اسکی تسبیح و تقدیس میں

گویا ہے اور قرآن پاک میں ہے اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ
وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ ہر ایک شے اسکی تسبیح کرتی ہے
لیکن تم لوگ انکی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو۔ ہر شے میں اسکی قدرت کا ظہور ہے
اور ہر ایک اسکی عبادت میں مشغول۔

گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے ❖ بلبل کی زباں پہ گفتگو تیری ہے

ہر رنگ میں جلوہ ہے تری قدرت کا

جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ وَاللّٰہُ
عَلِیْمٌ بِمَا یَفْعَلُوْنَ وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَی
اللّٰہِ الْمَصِیْرُ۔ کیا تم نہیں سمجھتے کہ ہر ایک شے جو زمین و آسمان میں ہے
اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اس کا پاک نام جپتی ہے۔ اور ہوا میں پرندے
صف باندھ کر اسی کا گیت گاتے ہیں۔ اور ہر ایک اپنی اپنی نماز
(عبادت) اور اپنی اپنی تسبیح کو جانتا ہے۔ اور اللہ ان سب کا عالم ہے
جو وہ کرتے ہیں اور زمین و آسمان کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے
اور سب کی بازگشت اللہ کی طرف ہے۔ (المومنون ۴۰) اَلَمْ تَرَ
اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالشَّمْسُ
وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَکَثِیْرٌ
مِّنَ النَّاسِ وَکَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْہِ الْعَذَابُ ؕ (الحج - ۲)

کیا نہیں دیکھتے کہ ہر ایک شے اسی اللہ کو سجدہ کرتی ہے اور اسکی تعظیم
کرتی ہے اور سورج۔ چاند۔ تارے۔ پہاڑ۔ درخت اور حیوانات
سب اُس اعلیٰ ہستی اُس خالق اُس معبود کی طرف سرِ نیاز خم کرتے ہیں
اور بہت سے انسان بھی اور بہت سے انسان ایسا نہیں کرتے اور
اسی وجہ سے ان کے لئے عذاب کا حکم ہو چکا ہے۔) اور اسکی نشانیوں
میں سے رات و دن۔ چاند و سورج ہیں۔ پس چاند و سورج کو سجدہ
نہ کرو اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے اُن سب کو بنایا اور خلق کیا ہے
اگر تم موحّد ہو اور اسکے عبادت گذار رہو اور اگر توحید کا دعویٰ رکھتے
ہو (سجدہ ۲۴) "وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ" (رعد ۲)
جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب خوشی و ناخوشی اسکو سجدہ کرتا ہے
حتیٰ کہ ان کے سائے بھی صبح و شام اسی کے آگے خاکِ مذلت پر سر
رگڑتے ہیں وَقَالَ بَعْضُ الْعَارِفِيْنَ صَلٰوةُ السَّمَاءِ بِدَوَرَانِهَا
وَالْاَرْضِ بِرُجْحَانِهَا وَالْمَاءُ لِسَيَلَانِهٖ وَالْمَطَرُ بِهَطَلَانِهٖ
وَقَدْ يُصَلِّيْ لَهٗ وَلَا يَشْعُرُ۔ آسمان اپنے دور میں۔ زمین اپنی
حرکت میں پانی اپنے بہاؤ میں بارش اپنے برسنے میں اپنی اپنی عبادت
بجا لاتے ہیں وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ اور رعد اپنے گرجنے میں۔ اور بعض
وجود نماز پڑھتے اور عبادت کرتے ہیں اور نہیں جانتے اور یہ عبادت طبعی
اور تکوینی ہے۔

سخت حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ کل موجودات تو خدا کا نام لیں۔ ساری مخلوقات اسکی عبادت کریں اور انسان خدا کو چھوڑ کر اس کی ادنےٰ مخلوقات کی پرستش کرے۔ کل کائنات اسکو سجدہ کریں اور یہ (انسان) غیر خدا کے آگے سر جھکائے۔ کل کونات اعلیٰ کی طرف ترقی کریں اور یہ اسفل کی طرف جائے۔ سب کمال حاصل کریں۔ یہ پستی حاصل کرے۔ کیا ایسے انسان انسان کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ وہ انسان نہیں حیوانات بلکہ حیوانات سے اخس تر ہیں اور تُف ہے ایسی ہستیوں پر جو عقلاء کہلا کر نہ صرف اسکی عبادت وطاعت سے روگردان ہوں بلکہ اسکی ہستی سے بھی انکار کریں۔ حالانکہ ان تمام موجودات میں حرکت اور طلب کمال کا موجود ہونا اور تمام عالم امکان میں اس اضطراب کا پایا جانا اور کہیں نہ ٹھیرنا خود دلیل ہے کہ عالم وجود میں کوئی کامل مطلق موجود ہے۔ جو مطلوب کل اور مقصود کل ہے۔ کل ناقص ہیں وہ کامل۔ سب محتاج ہیں اور وہ غنی اَللّٰہُ غَنِیٌّ وَّکُلُّنَا فُقَرَاءُ بَابِہٖ اللہ غنی اور بے نیاز ہے اور ہم سب اس کے در کے فقیر اور اسکی رحمت کے محتاج ہیں۔ اسی واسطے بعض عارفینؒ نے فرمایا ہے کہ ھُوَ غَایَۃُ مُرَادِ الْمُرِیْدِیْنَ وَمُنْتَھٰی ھِمَمَ الْعَارِفِیْنَ وَمُنْتَھٰی طَلَبَ الطَّالِبِیْنَ ارادتمندوں کی غایت مراد۔ عارفوں کی ہمتوں اور طالبوں کی طلب کی منتہی وہ ہی ہے وَاِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی اسی تک پہنچنا دین ومذہب کی جان ہے اور یہی بنیاد مذہب اور یہی اصل ایمان ہے اور یہی اصل

توحید ہے جو وسیلہ نجات ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ کہدو (اے رسول) کہ بس معبود کل حقیقی ایک خدا ہے وحدہ لاشریک اور یکتا ہے۔
فَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا اے انسانوں بس اسی اللہ کی عبادت کرو شرک و بت پرستی چھوڑ دو اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ بیشک شرک تو سب سے بڑا گناہ ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ بیشک اللہ یہ گناہ کبھی نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اس کے سوا اور گناہ بخشے جاسکتے ہیں جس مذہب میں شرک کا شائبہ ہو اسکو ہرگز بخشش و نجات کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔ اور جس دین کے اصول میں شرک پایا جائے وہ باطل محض ہے۔

تناسخ میں مُکتی نہیں ہے

اس سلسلہ انتقاد سے یہ بھی مسلم اور محقق ہے کہ فطرت۔ اعلےٰ کی طرف ترقی کو مقتضی ہے نہ اسفل کی طرف پس انسانی روح کا حیوانات۔ یا درخت یا پتھر وغیرہ بن جانا خلاف فطرت اور قطعاً محال ہے۔ انسان ترقی کریگا یا نہ کریگا اگر کرے گا تو متصف باوصاف معبود ہوگا اور نہ کرے گا تو ان کمالات سے عاری ہوگا اور چونکہ وہ (انسان) جامع ہے مرتبہ جمادیت۔ نباتیت اور حیوانیت کو جملہ مراتب ماتحت انواع خود اس میں جمع ہیں جسکے آثار اس سے نمایاں ہونگے گویا اُس مرتبہ میں شمار ہوگا اور یہی اس کا تنزل ہے كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ

رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ ۔ ہرگز وہ نجات نہ پائیں گے۔ بیشک وہ اُسدن اپنے ربّ سے حجاب میں ہونگے اور پھر بیشک وہ عذاب الٰہی میں جلیں گے۔ ورنہ حقیقتہً روح انسانی کا کسی غیر جسم میں چلا جانا خلافِ عقل ہے اور خلافِ فطرت ہے یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ 'روح' روحِ انسانی ہو اور پھر ایک 'درخت' درخت رہے اور 'پتھر' پتھر اور 'حیوان' حیوان۔ جہاں یہ روح ہوگی وہاں اسکے آثار ہوں گے جس جسم میں یہ روح ہوگی وہ انسان کہلائے گا۔ اور فلاسفرز کی تحقیق ہے کہ نفس انسانی اور روح انسانی اسی خاص صورت جسمی کو مقتضی ہے کہ اکمل ترین صورت ہے۔ غیر جسم سے اسکا تعلق ناممکن ہے۔ خصوصاً جبکہ اس جسم کے ہر ہر جزو سے اسکو ایک عشق فطری ہو۔ دوسرے جسم سے وہ عشق مستحیل ہے اور یہ مشاہدہ ہے کہ روحِ انسانی ہر جزو بدن بلکہ ہر موئے تن سے مساوی نسبت رکھتی ہے۔ کسی دوسرے جسم کی طرف مائل ہی نہیں ہوسکتی۔ پس مکتی اور نجات کا تناسخ پر منحصر ہونا بعید از عقل ہے بلکہ نجات محض اتصاف باوصاف الٰہی وتخلق باخلاق خداوندی میں ہے اور ہلاکت متصف باوصاف نہ ہونے میں ہے۔ اور صورت مسخ ہوجانا ایک اور شے ہے اور جون بدل لینا اور معنی اور تفصیل کا یہاں محل نہیں۔

عبادت بندے کو معبود سے قریب کرتی ہے

اطاعت عبد کو آقا و مالک سے قریب کرتی ہے جوں جوں

عبد اطاعت اور فرمانبرداری میں بڑھتا ہے آقا اور مالک کا مقرب بنتا جاتا ہے۔ اور جوں جوں اسکی محبت کے آثار اسکی اطاعت میں نمایاں ہوتے ہیں آقا کو بھی اس سے محبت ہوتی جاتی ہے اور یہ مشاہد و محسوس ہے۔ اور یہ نفس کے آثار طبیعہ میں ہے جن میں تغیر نہیں ہو سکتا مگر کسی مانع اور کسی امر خارجی کی وجہ سے۔ پس جوں جوں ایک بندۂ خدا اسکی اطاعت و عبادت میں بڑھیگا مقرب خدا بنتا جائیگا۔ خدا سے قریب تر ہوتا جائے گا۔ ہمارے ایک پیشوائے دین فرماتے ہیں یَا مَنْ هُوَ لِمَنْ اَطَاعَهُ حَبِيْبٌ اے وہ خدا جو ان لوگوں کا حبیب و محبوب ہے جو اسکی اطاعت کرتے ہیں یَا مَنْ هُوَ لِمَنْ اَحَبَّهُ قَرِيْبٌ اے وہ خدا جو ان لوگوں سے قریب ہے جو اس سے محبت کرتے ہیں۔ پس خدا اپنے اطاعت کرنے والے بندوں کو دوست رکھتا ہے اور انکا محبوب بنجاتا ہے اور اپنے محبت کرنے والوں سے قریب تر ہوتا ہے اور انکو مقرب بنالیتا ہے اور جوں جوں خدا سے قریب تر ہوتا جائے گا اس کا فیض اس پر زیادہ ہوتا جائے گا۔ اور آخر کار اس فرمانبردار عبادت گذار بندے میں عبودیت حقیقی کے آثار آشکار ہوں گے اور جب اُسمیں عبودیت کے آثار نمایاں ہوں گے تو معبود کے صفات اور اسکے کمال کا عکس اُس پر پڑنے لگے گا اور اس کا پرتو ان میں نظر آئے گا یہی مقصود ہے اس حدیث کا جس میں وارد ہوا ہے کہ بندہ میری طرف بالشت بھر آتا ہے تو میں اسکی طرف ایک گز بڑھتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اسکی طرف دوڑ کر

آتا ہوں جب بندہ اس معبود کا بن جائیگا تو وہ بھی اسے ضرور پیار کرنے لگیگا۔ یعنی یہ بندہ خدا کا محبوب ہوجائیگا اور جب حُبِّ خدا حاصل ہوگئی تو نجات ملگئی مَنْ لَهُ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُل جس کا مولی ہوگیا اسکی سب چیزیں ہوگئیں جب خدا مل گیا تو سب کچھ مل گیا۔ جسکو خدا مل گیا اسکی دولت کا کیا ٹھکانا ہے سبحان اللہ کیا فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار عالم سے مناجات کرتے ہوئے عرض کیا یَا رَبِّ اِنَّ لِیْ فِیْ کشکولِ الْفَقْرِ مَا لَیْسَ فِیْ خَزَائِنِ سَلْطَنَتِكَ پروردگار میری فقیری کی کشکول میں وہ ہے جو تیری سلطنت کے خزانوں میں بھی نہیں ہے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ وہ کیا ہے؟ عرض کیا اَنْتَ لِیْ مَوْجُوْدٌ وَمِثْلُكَ لَكَ مَقْصُوْدٌ تو میرے پاس موجود ہے اور تیرا مثل تیرے لئے مقصود ہے تو تو مجھے مل گیا اور تیرے پاس تجھ جیسا کوئی نہیں کیونکہ تو مثل و نظر نہیں رکھتا۔

مثال میں غور کرو اور حسیات سے عقلیات کو سمجھو اور ظواہر سے بواطن تک پہنچو جو چیز آگ سے بہت زیادہ فاصلہ پر ہوگی اس میں آگ کا اثر بالکل نہ ہوگا جوں جوں قریب ہوتی جائیگی آگ کا اثر اس میں نمایاں ہوتا جائے گا یہاں تک کہ جب بہت ہی قریب ہوجائیگی تو اس میں آگ کا اس قدر اثر ہوجائے گا کہ اسمیں بھی آگ کا وصف صاف پایا جائیگا روشن بھی ہوگی سوزندہ آگ سے گرم اور سرخ شدہ لوہے پر غور کرو اور اس سے روحانیت کی طرف توجہ کرو۔ اور محسوس سے

معقول کا ادراک کرو کہ عبادت و اطاعت سے بندہ معبُود سے قربِ روحانی حاصل کرتا ہے۔ اور کامل بندوں میں اُس معبُود کے اوصاف کا عکس نظر آتا ہے۔ باوجودیکہ آگ آگ ہی ہے اور لوہا لوہا مگر قرب نے اثر دکھایا ہے۔

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اللہ مکان اور مکانیات زمان اور زمانیات جسم اور جسمانیات سے بری ہے۔ وہاں قرب سے مراد قربِ روحانی و باطنی ہے یہی مقصود ہے ایک عارفِ کامل کا جہاں فرمایا ہے "اَلْعُبُوْدِیَّۃُ جَوْھَرَۃٌ کُنْھُھَا الرَّبُوْبِیَّۃُ" عبودیت (عبد ہونا۔ بندہ کا کامل بننا) ایک ایسا جوہر ہے جسمیں سرِ ربوبیت نظر آتا ہے اور اسکا عکس دکھائی دیتا ہے اور یہیں سے پیغمبر اسلام نے فرمایا ہے قولہٗ "تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ وَتَاَدَّبُوْا بِاٰدَابِ اللّٰہِ" خدا کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو اور اسکے آداب سے متصف اور متادب ہو۔ فلاسفہ کا مقبولہ مقولہ ہے کہ فلسفہ عملاً اور علماً اخلاقِ الٰہی سے متخلق اور اسکے اوصاف سے متصف ہونے کا نام ہے نہ کہ صرف چند اصطلاحی الفاظ مصنفین کی بعض عبارات و شبہات و اعتراضات کا یاد رکھنا یہ فلسفہ نہیں سفسطہ ہے۔

مثالِ بالا سے جسمیں دکھلایا گیا ہے کہ ایک شے دوسری شے

سے قرب حاصل کر کے اسکے اوصاف اخذ کر لیتی ہے۔ اور اسکے اخلاق سے آراستہ ہو جاتی ہے جیسا کہ لوہا آگ سے متصل ہو کر سوزش و درخشندگی حاصل کر لیتا ہے۔ باغ میں آدمی پھولوں کی خوشبو سے معطر ہو جاتا ہے۔ عطار کے قریب بیٹھنے والے سے بوئے عطر مہکنے لگتی ہے مگر پھر لوہا لوہا ہے اور آگ آگ۔ پھول پھول ہی ہے اور انسان انسان۔ اسی طرح انسانی روح قرب و اتصال باطنی پیدا کر کے اخلاق و آداب و اوصاف خدائی تو حاصل کر سکتی ہے مگر خدا ہر گز نہیں بن سکتی ہے۔ اور اسی لئے یہ خیال بعید از عقل ہے کہ روح ہی کامل ہو کر خدا بن جائے۔ اور آتما ہی پرماتما ہو جاتی ہے اور یہی مکتی ہے۔ چنانچہ صاف واضح ہے اور استحالہ ذات محال ہے۔ چہ جائیکہ ممکن واجب ہو جائے۔ حادث قدیم اور مخلوق خالق کا مرتبہ پائے۔ فافہم وتدبر فیہ

دین حقیقی دنیاوی ترقی کو مانع نہیں

اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ کمال انسان عقلاً و نقلاً تخلق باخلاق اللہ ہے تو اسی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ سچے مذہب کی تعلیم کبھی رہبانیت نہیں سکھاتی بلکہ وہ صاف یہ سبق دیتی ہے کہ تم جس طرح فقیر ہو کر دیندار بن سکتے ہو۔ بادشاہ ہو کر بھی ایسے ہی دیندار ہو سکتے ہو دینداری بادشاہی کے مانع نہیں اور دینداری مفلسی اور فقیری کے ہم معنی نہیں ہے جس فقر کو افضل المرسلین نے فخر فرمایا ہے

اس کے معنی محققین کے نزدیک افلاس نہیں ہے۔ وہ ایک اور شے ہے جسمیں کمال استغنی کی شان نظر آتی ہے خصوصًا جبکہ اللہ تعالےٰ کے اوصاف میں ملک مالک الملک اور احکم الحاکمین ہونا بھی ہے تو اتصاف باوصاف اسکو مقتضی ہے کہ اس ملکیت و مالکیت و ملکیت میں بھی اتصاف ہو مگر اس صفت کمال کے ساتھ جو عدل ہے کہ اس کا نام عادل بلکہ عدل محض بھی ہے اور اسی وجہ سے "اَلسُّلْطَانُ الْعَادِلُ ظِلُّ اللّٰہِ" سلطان عادل۔ سایہ خدا کہلاتا ہے پس فقیر اور امیر ہونا اور شے ہے اور نیک و کامل انسان بننا اور چیز ہے ایک فقیر بھی اسی طرح گنہگار ہو سکتا ہے جس طرح ایک بادشاہ اور امیر اور اسی طرح اسکے برعکس۔ وہ لوگ سخت غلطی پر ہیں اور وہ حقیقتِ دین و مذہب سے بالکل ناآشنا ہیں جو کہتے ہیں کہ دین و مذہب دنیاوی ترقی کو مانع ہیں یا رہبانیت و ترک دنیا کی تعلیم دیتے ہیں یا مفلس بناتے ہیں یا آزادی سلب کرتے ہیں یا تنگ خیال اور پست ہمت بناتے ہیں۔ فَتَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ وَتَاَدَّبُوْا بِاٰدَابِ اللّٰہِ۔

خلاصہ یہ ہے کہ نجات خدارسی میں ہے اور خدارسی کا ذریعہ اطاعت و عبادتِ خدا ہے اور یہ اطاعت و عبادت موجب تقرب ہوتی ہے "وَلَا نُصَلِّیْ وَلَا نَصُوْمُ اِلَّا قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ" ہماری کل عبادت کا منشا یہی ہے۔ مگر اطاعت و عبادت۔ قرب خدا۔ محبت خدا کا ذریعہ جب ہی ہو سکتی ہے جبکہ اسمیں شانِ توحید کامل ہو اگر اطاعت

وعبادت میں خدا کے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کرلیا اور اسکی اطاعت
کی جسکی اطاعت کا اُس نے حکم نہیں دیا ہے تو رضائے خدا و محبتِ
خدا و قربِ خدا حاصل نہ ہوگا۔ اگر ایک شخص ایک آقا کا غلام ہو
آقا اسکی پرورش کرتا ہو آقا اسکو غذا اور لباس دیتا ہو آقا اسکی حفاظت
کرتا ہو۔ آقا اس کا بیماری سے علاج کرتا ہو اور یہ بجائے آقا کے یا
آقا کے ساتھ غیروں کی خدمت کرے غیروں کی اطاعت کو اپنا
فرض سمجھے بجائے آقا کے غیروں سے محبت کرے تو ضرور بالضرور
اِس غلام سے آقا ناراض ہوگا۔ بجائے محبت کے نفرت کرے گا اور
ہرگز اسکو اپنے مقربین اور محرمان اسرار میں داخل وشامل نہ کریگا
یہی مقصود ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا حیث قال افرءیتم
مَا کُنتُمْ تَعْبُدُونَ۔ اَنْتُمْ وَ آبَائُکُمُ الْاَقْدَمُوْنَ۔ فَاِنَّھُمْ
عَدُوٌّ لِّیْ اِلَّا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ " کہا کہ پس کیا تم نے دیکھا انکو
جنکو تم اور تمہارے پہلے باپ دادا پوجتے تھے ؟ بیشک یہ سب میرے
دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے کہ وہی میرا ولی اور قابلِ عبادت
ہے اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ جس نے مجھے خلق کیا ہے اور پھر
وہی میری ہدایت کرتا ہے وَالَّذِیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ اور وہ
جو مجھے سیر و سیراب کرتا ہے وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ اور جب
میں مریض ہوجاتا ہوں تو وہی مجھ کو شفا دیتا ہے وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ وَ
یُحْیِیْنِ وہی مارتا ہے اور وہی جلاتا ہے۔ القرآن (شعراع ۴)

لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ کمال توحید و اخلاص توحید وسیلہ نجات ہے اور وہی اطاعت و عبادت اور پرستش موجب قرب خدا ہوسکتی ہے جس میں شانِ توحید پائی جاتی ہے - اور وہی بندہ خدا رسیدہ ہوسکتا ہے جو توحید میں کامل ہو اور صحیح معرفت توحید اسکو حاصل ہو سچا دین وہی ہوسکتا ہے جس میں حقیقی توحید کا جلوہ نظر آئے اور عبادت اسی کی مقبول ہوسکتی ہے جو ایمان بالتوحید و اعتقاد توحید کے ساتھ کی گئی ہو اور ذرا اس میں شرک کی آمیزش نہ ہو لیکن عبادت معرفت کو مقتضی ہے جیسا ضمناً اشارہ ہوچکا ہے تو جب تک کہ ہمیں صحیح معرفت معبود حاصل نہ ہو ہم اس کو نہ پہچانتے ہوں ہماری عبادت صحیح نہیں ہوسکتی ہے بلکہ کوئی عبادت اسوقت تک عبادت خدا نہیں کہلا سکتی جب تک کہ معرفت خدا کامل نہ ہو کیونکہ جب ہم کو خدا کی معرفت حاصل نہیں ہے تو بہت ممکن ہے کہ جسکی ہم عبادت کر رہے ہیں وہ ہمارا ذہنی خود تراشیدہ خدا ہو نہ حقیقی معبود تو اس میں ہم خدا پرست نہ ہونگے بلکہ خیال پرست ہوں گے اور یہ اول شرک ہے کیونکہ اس صورت میں ہم صاف اپنے خود ساختہ خدا کو پوج رہے ہیں جس کو ہمارے وہم یا خیال نے تراشا ہے اسی واسطے پاک اور مقدس قرآن (کتاب اسلام) میں یہ اشارہ ہے اَرَءَیْتَ الَّذِیْ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اے ہمارے حبیب کیا دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہش نفس اور ہوائے نفس کو اپنا معبود بنایا ہے

اور حدیث میں آیا ہے اَبْغَضُ اِلٰہٍ عُبِدَ فِی الْاَرْضِ الْھَوٰی
سب سے برا معبود جسکی زمین میں پرستش کی گئی ہوائے نفس اور خواہشِ نفس
ہے اور یہ نفس پرستی اور رائے پرستی اول شرک ہے پس جب تک خدا
کی صحیح معرفت حاصل نہ ہو عبادت صحیح نہیں ہو سکتی۔ لہذا عبادت سے
معرفت خدا مقدم ہے۔ معرفت سے عظمت خدا دل میں پیدا ہوتی ہے
اور عظمت سے تعظیم کا خیال۔ اور کمالِ تعظیم معبود کمالِ اطاعت و
عبادت کو مقتضی ہے۔ اور کمال اطاعت و عبادت کمال عبودیت کو
اور کمال عبودیت قرب معبود کو فَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ
مرتے دم تک اُس پروردگار کی عبادت کئے جاؤ قَالَ رَئِیْسُ الْمُوَحِّدِیْنَ
وسر اللہ فی العالمین وایتہ فی السموات والارضین امام
المتقین علی ابن ابی طالب امیر المومنین اَوَّلُ الدِّیْنِ مَعْرِفَتُہٗ
وَكَمَالُ مَعْرِفَتِهِ التَّصْدِيْقُ بِهٖ وَكَمَالُ تَصْدِيْقِهٖ تَوْحِيْدُهٗ
وَكَمَالُ تَوْحِيْدِهِ الْاِخْلَاصُ لَهٗ وَكَمَالُ الْاِخْلَاصِ لَهٗ نَفْيُ
الصِّفَاتِ عَنْهُ بِشَهَادَةِ كُلِّ صِفَةٍ اَنَّهَا غَيْرُ الْمَوْصُوْفِ
وَشَهَادَةِ كُلِّ مَوْصُوْفٍ اَنَّهٗ غَيْرُ الصِّفَةِ" اول دین معرفت
خدا ہے اور کمال معرفت تصدیق وجود خدا اور کمال تصدیق جب ہے
کہ اسکی توحید کا صحیح عقیدہ حاصل ہو اور کوئی شائبہ شرک کا اس میں نہ
پایا جائے پس کمال توحید اخلاص فی التوحید ہے اور کمال اخلاص
توحید نفی الصفات ہے کیونکہ ہر صفت اور موصوف میں تغائر ہوتا ہے

اور ہر صفت شہادت دیتی ہے کہ وہ غیر موصوف ہے اور ہر موصوف شہادت دیتا ہے کہ وہ غیر صفت ہے پس اگر خدا کو صفت اور موصوف کا مجموعہ مرکب سمجھا جائے تو توحید رخصت ہوئی۔ وہ ذات وصفات کا مرکب مجموعہ نہیں ہے بلکہ اسکی تمام صفات عین ذات ہیں وہ ذات بسیط محض اور مجرد مطلق ہے اس میں کسی قسم کی کبھی ترکیب و تجزیہ نہیں ہے فَمَنْ وَصَفَ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ فَقَدْ قَرَنَہٗ وَمَنْ قَرَنَہٗ فَقَدْ ثَنَّاہُ وَمَنْ ثَنَّاہُ فَقَدْ جَزَّاہُ وَمَنْ جَزَّاہُ فَقَدْ جَہِلَہٗ الخ پس جس نے خدا کی صفتوں کو اسکی ذات پر زائد جانا اور ذات وصفات کا مرکب مجموعہ خیال کیا اس نے خدائے وحدہ لاشریک کے ساتھ ایک اور چیز ملا دی اور شامل کردی اور جس نے اس طرح اسکے ساتھ ایک اور شئے شامل کردی اس نے اسکو دو کہہ دیا اور تثنیہ مان لیا اور جس نے دو چیزوں سے اِس طرح مرکب مان لیا اس نے خدا کے جزو بنا دیئے اور جس نے اس طرح خدا کے جزو قرار دے دیئے وہ معرفتِ خدا سے جاہل ہے۔ وہ خدا نہیں ہے جو اپنی ہستی میں اپنے جزوں کی ترکیب کا محتاج ہے بلکہ وہ ذاتِ بسیط محض ہے ہر قسم کی ترکیب سے مبرّا اور منزّہ حقیقت وحدت بس اسی کے لئے ہے ورنہ کُلُّ موجودٍ زوجٌ ترکیبیٌ خدا کے سوا ہر ایک شئے موجود مرکب ہے کم از کم دو اجزاء سے مثلاً مادہ اور صورت یا جنس وفصل یا ماہیت و وجود فافہم و تدبر۔

اور یہی توحید ذاتی ہے اور جس نے خدا کی صفات میں کسی اور کو شریک بنایا وہ بھی حد توحید سے خارج ہو گیا۔ خدا، مثلاً واجب الوجود حیّ بالذات قیوم بالذات علیم بالذات حکیم بالذات ہے اگر ہم یہ صفتیں کسی اور ہستی کو بھی دیں اور دو یا چند چیزوں کو واجب الوجود یا حیّ بالذات یا قدیم بالذات مانیں تو توحید نہ رہی بلکہ شرک صفاتی ہو گیا اگر اطاعت میں کسی کو شریک مانیں اور بالذات خدا کے سوا کسی اور کو بھی مطاع مطلق مانیں تو بھی توحید نہ رہی بلکہ شرک طاعتی ہو گیا اور اگر اسکے سوا کسی اور کی بھی عبادت کریں تو شرک عبادتی ہو گیا بلکہ توحید عبادتی اطاعتی کے ساتھ جو لازم و ملزوم ہیں توحید فی الافعال کا بھی اعتقاد واجب ہے "فانہ لا موثر فی العالم غیر اللہ" اس کے سوا اور کوئی ہستی عالم میں موثر حقیقی اور موثر بالذات نہیں ہے غایۃ الغایات وعلۃ العلل وہی ہے وَکُلّ شَیٍٔ یَحْتَاجُ اِلَیْہِ۔ ہر شے اسکی محتاج ہے اور وہ غنی مطلق کامل مطلق اور قادر مطلق۔ جو خدا کو قادر مطلق نہ جانے وہ سچا موحّد نہیں ہے صاف شرک کا قائل ہے فتامل فیہ

پس حقیقی اور سچا خدا پرست وہ ہے جو ان چاروں قسم کے شرک سے پاک ہو اور چاروں قسم کی توحید میں کامل ہو توحید فی الذات توحید فی الصفات توحید فی الطاعۃ توحید فی العبادۃ کا صحیح عقیدہ رکھتا ہو اور دین برحق وہ ہے جس میں تعلیم توحید اس درجہ

مکمل ہو کہ کہیں شرک کا شائبہ تک نہ پایا جائے اور یہی تعلیم اسلام ہے۔

ہر مذہب آسمانی توحید کا مدعی ہے

اور چونکہ اجمالاً یا تفصیلاً یہ امور اہل مذاہب کے نزدیک مسلم ہیں۔ اس لئے ہر ایک خدا پرستی کا مدعی ہے اور ساتھ ہی توحید کا۔ اور ہر ایک مذہب اپنے کو موحّد و خدا پرست کہتا ہے اب دیکھنا صرف یہ ہے کہ کون اس دعوے میں سچا ہے اور کہاں سچی توحید پائی جاتی ہے اور کہاں درسِ توحید حقیقی دیا جاتا ہے اس واسطے اسلام کی مقدس کتاب کا ارشاد ہے قُلْ یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔ اے ہمارے پیغمبر برحق کہدو کہ اے اہل کتاب اور اے آسمانی مذاہب والو اور صاحبان کتاب و مدعیان کتب سماوی آؤ اس کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں مساوی اور متفق ہے کہ ہم خدا کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اس کی ذات اور صفات میں کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ اور ایک انسان دوسرے انسان کو اپنا آقا اور مربی برحق سمجھ کر اسکی اطاعت و فرمانبرداری نہ کرے۔ سب اس دعوے میں متفق ہیں مگر دیکھو تو حقیقت میں اس دعوے میں سچا کون ہے؟ اور کہاں چاروں

مراتب توحید ثابت ہیں ؟ اسی کلمہ توحید میں جس کے سب مدعی ہیں متفق ہوجائیں اور اگر اس سے انکار کریں تو تم ان سے کہدو کہ تم گواہ رہنا کہ ہم تو مسلم یعنی خدا کے جملہ احکام کے تسلیم کرنے والے اور اس کے مطیع ومنقاد و فرمانبردار ہیں۔ اس کے آگے سرِ نیاز خم ہے اور اس آقا ومالک کے سامنے گردن جھکی ہوئی ہے۔ ہم اس سے نہیں پھر سکتے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ الخ کہہ دو کہ اے منکرو اور ناشکر گذارو میں انکی عبادت اور پرستش نہیں کرتا جنکی تم کرتے ہو۔ اُمِرْتُ اَنْ لَّاۤ اَعْبُدُ اِلَّا اللّٰهَ مجھے یہی حکم ہے کہ خدا کے سوا میں کسی کی عبادت نہ کروں اور یہی معنی اسلام ہیں وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (سجدہ) اور اس سے زیادہ اچھی بات کہنے والا کون ہے جو لوگوں کو اللہ کیطرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں تو بیشک خدا کے مسلم اور مطیع فرمانبردار بندوں میں سے ہوں بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (بقر ۱۳) کیوں نہیں جس نے اپنا منہ اللہ کی طرف کردیا اور اسکی طرف متوجہ ہوگیا اور اپنے کو اسکی سپرد کردیا اور وہ خوش عقیدہ اور نیکوکار ہے تو ضرور اللہ اسکو اس کا بدلہ دے گا اور اللہ سے وہ اس کا اجر پائے گا اور ایسے لوگوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ رنجیدہ

ہوں گے۔

دعویٰ ہر ایک کرتا ہے کہ ہم موحد ہیں ہم خدا پرست ہیں اور سچی توحید ہم میں ہے لیکن سچا وہ ہے جس میں سچائی کے آثار نمایاں ہوں دعویٰ بغیر دلیل قابلِ قبول نہیں ہوتا۔ پس اے مدعیانِ توحید ھَاتُوا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ اگر سچے ہو تو اپنی سچائی کی کوئی روشن دلیل کوئی قطعی حجت پیش کرو۔ اور حقیقت امر تو یہ ہے کہ توحید میں سچا وہ ہے جسکی خود وہ وحدت ذاتی والا شہادت دے دے۔ کسی شاعر عربی نے کیا خوب کہا ہے۔

وکلٌّ مدعیٌ وصل لیلیٰ

ولیلیٰ لا تقر لھم بذاک

ہر ایک لیلیٰ کے وصال کا مدعی ہے ہر ایک کہتا ہے کہ مجھے وصال ہوا مجھے دیدار ہوا مگر لیلیٰ ان کے لئے اس کا اقرار نہیں کرتی پس سچا تو وہ ہے جس کے وصال کا خود لیلیٰ اقرار کرے۔ پس سچی توحید وہ ہے جس کو صاحب توحید قبول کرلے فَتَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہ الاٰیۃ۔

حقانیت و صداقت کا ایک راز

اوپر بیان ہوا کہ معرفت خدا سے اسکی عظمت ہمارے دل میں پیدا ہوگی اور عظمت ہمیں اسکی تعظیم کی طرف مائل کرے گی اور اسکی تعظیم کا احساس ہمیں اسکی عبادت

کا شایق بنائے گا۔ لہذا جسکی جس قدر معرفت بڑھتی ہوئی ہوگی اسی قدر اسکی عبادت گرانقدر اور صحیح ہوگی اور عبادت ہمیں اس سے قریب کرے گی اور یہ قرب ہمیں اس کے اوصاف سے متصف ہونے کا موجب ہوگا اور اس معرفت و تعظیم و عبادت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم بس اسی شئے کی تعظیم و تکریم کریں جو اس معبود کے نزدیک معظم ہو ہم اسی شئے کو دوست رکھیں جو اسے محبوب ہو اور اسکے ہر ایک حکم کو عزت و احترام و عظمت و اکرام کی نظر سے دیکھیں اور نیز اس کے ہر ایک صفت کو دوست رکھیں۔ اسی کو یاد کریں اور اسکی صفات کا تصور کریں۔ عرب میں ضرب المثل ہے مَنْ اَحَبَّ شَیْاً اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ جو شخص کسی شئے کو محبوب رکھتا ہے وہ اکثر اسی کا ذکر کیا کرتا ہے۔ جو بندے خدا کو دوست رکھتے ہیں وہ اکثر خدا ہی کا ذکر کرتے ہیں سوتے۔ جاگتے۔ اٹھتے۔ بیٹھتے چلتے۔ پھرتے اسی کا نام زبان پر ہوتا ہے۔ جب اسکی کسی مخلوق اور اسکی صفت و حکمت کے نمونہ کو دیکھتے ہیں اور اس میں غور و خوض کرتے ہیں تو بیساختہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ۔ تَبَارَكَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ان کی زبان پر جاری ہوجاتا ہے۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِاُولِی الْاَلْبَابِ۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
(آل عمران ۲۰) اور قرآنِ پاک کی یہی تعلیم ہے فاذکروا اللہ قیاماً
وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ (نساء ۱۵) اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے
خدا ہی کا ذکر کرو خواہ ذکر لسانی ہو یا ذکر نفسانی و روحانی ہو ظاہری
ہو یا باطنی یعنی اَلتَّفَکُّرُ فِیْ خَلْقِ اللّٰہِ فافہم واذکر ربّک فی
نفسک تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً ۔ حکماء کا مقولہ ہے مَنْ اَحَبَّ شَیْأً
اَحَبَّ آثَارَہٗ جو کسی شے کو دوست رکھتا ہے اس شے کے آثار
کو بھی دوست رکھتا ہے اور عارفین کہتے ہیں مُحَبَّةُ الذَّاتِ
لِلذَّاتِ یَسْتَلْزِمُ الْمُحَبَّةَ لِلْآثَارِ بِمَا ھِیَ آثَارٌ ۔ جب کسی شے
کی بغیر کسی غرض کے محبت ہوگی تو ضرور اس کے آثار سے بھی
محبت ہوگی اور یہی مضمون ہمارے ہادی نے بھی فرمایا ہے ۔ خدا
اپنے بندوں سے محبت رکھتا ہے ۔ اور اپنے آثار قدرت کو دوست
رکھتا ہے ۔ اور جب بندے اسکی یاد میں مصروف ہوتے ہیں تو وہ
بھی ضرور انکی طرف متوجہ ہوتا ہے اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَیَّ
شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا جب بندہ مجھ سے بالشت بھر
قریب ہوتا تو میں اسکی طرف ایک ہاتھ قریب ہوجاتا ہوں ۔
"فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ" ۔
میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور تمہیں اپنی رحمت سے یاد
رکھوں گا ۔ خدا اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے خصوصاً جو اس سے

محبت ارادی رکھتا ہے پس چاہیئے کہ ہم بھی خدا کے ساتھ اس کی مخلوق سے محبت کریں اور اتصافِ اوصاف اسی کو مقتضی ہے کہ جو باتیں اس میں ہیں وہ ہم میں پائی جائیں وہ علیم ہے ہم علم دوست ہوں اور عالم بننے کی کوشش کریں۔ وہ کریم ہے جواد ہے ہم بھی جود و کرم کی صفت سے متصف ہوں۔ وہ عادل و منصف ہے ہم بھی عدالت و انصاف کے زیور سے آراستہ ہوں وہ رؤف و رحیم ہے ہم کو بھی چاہیئے کہ رحمت و عطوفت و شفقت کے خلعت کی زینت سے مزیّن ہوں۔ اس اتصاف اوصاف کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اس مالک کی عظمت کو دل میں لئے ہوئے اپنے ہمجنسوں سے جود و کرم و لطف و عنایت و انصاف و عدالت سے پیش آئیں اور ان اوصاف کے اضداد سے محترز رہیں۔ ہر ایک مخلوق دو تعلق رکھتی ہے کیونکہ دونوں مقام پر رابطہ موجود ہے ایک اپنے خالق کے ساتھ اور ایک اس کے دیگر مخلوق کے ساتھ اور ان دونوں رشتوں اور رابطوں اور تعلقوں کو مستحکم رکھنا ہی دینداری ہے اور اسی میں احکامِ نجات کا خلاصہ ہے اسی واسطے ہمارے پیشوائے برحق نے ارشاد فرمایا ہے اَلدِّیْنُ اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَالشَّفْقَۃُ لِخَلْقِ اللّٰہِ دین کے دو ہی مرتبہ ہیں تعظیم امر اللہ اور شفقت بر خلق اللہ۔ جس دین میں یہ دو اصول مکمل نہ ہوں وہ دین باطل یا ناقص ہے اور یہ دونوں نتیجے

ہیں معرفت و عبادت کے انہیں دونوں میں خدا رسی کا راز پوشیدہ ہے اور یہی وسیلہ نجات ہے۔ وہ شخص دعوائے حقانیت دین وصداقت توحید میں جھوٹا ہے جس میں یہ دو اثر آثار توحید سے نہ پائے جائیں اور وہ مذہب درست نہیں جسمیں تعظیم الٰہی کی تعلیم اور خلق خدا پہ رحم و شفقت کے اصول کی تبلیغ مکمل نہ ہو اور کسی شے کی اچھائی برائی اور صداقت و عدم صداقت کا بہترین ثبوت وہ ہی ہے جو اس کے آثار و وجود سے ہویدا ہو۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید فَاْتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

یہاں تک وہ اصول مسلمہ بلکہ مستقلات عقلیہ ہیں کہ ان سے ہمارے نزدیک کوئی ذی فہم و ذی عقل منصف مزاج خدا کی ہستی پر اعتقاد رکھنے والا انسان انکار نہیں کرسکتا۔

صحیح معرفت و عبادت خدا کیونکر حاصل ہو سکتی ہے

اب دیکھنا صرف یہ ہے کہ حقیقی اور صحیح معرفت و عبادت کیونکر اور کہاں سے حاصل ہو سکتی ہے۔ یہاں چند اصول کے بیان کی ضرورت ہے۔

اوّل یہ کہ مشاہدہ و تاریخ ادیانات و مذاہب و ملل شہادت دیتے ہیں کہ باوجودیکہ انسان میں خدا رسی کی فطری طلب موجود ہے اور ہر ایک مذہب والا اسی تلاش میں ہے علماء اپنے

مدارس میں صلحا و عباد اپنے معابد میں۔ صوفیہ اپنے کنج تنہائی اور گوشۂ عزلت میں۔ مسلمان اپنے مساجد میں۔ ہندو اپنے مندروں میں۔ آریہ اپنے سماجوں میں۔ سکھ اپنے گوردواروں میں۔ عیسائی اپنے گرجاؤں میں۔ علماء یہود اپنے صومعوں میں اسی فکر اور اسی تلاش میں ہیں مگر تلاش باقی ہے اور منزل مقصود پر نہیں پہنچے اور ان کے خیالات۔ اعتقادات۔ مذہبی رسومات کا اختلاف بتا رہا ہے کہ یہ سب ہرگز خدارسیدہ نہیں ہیں یا تو ان مذاہب میں کوئی بھی خدارسیدہ نہیں یا بعض خدارسیدہ ہیں اور بعض خدارسیدہ نہیں لیکن چونکہ مسلم ہے کہ دو نقطوں کے درمیان خط مستقیم ایک ہی ہوسکتا ہے باقی جتنے ہوں گے سب کج اور ٹھیڑے ہوں گے لہذا نقطہ عبودیت سے مرکز معبودیت تک حقیقی صراط مستقیم ایک ہی ہوسکتی ہے دو نہیں ہوسکتے ہیں۔ اِنَّ ھٰذَا صِرَاطِی مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ۔ خدا ارشاد فرماتا ہے کہ بیشک یہی ایک میری صراطِ مستقیم ہے تم سب اسی کی پیروی کرو اور اس پر چلو اس کے بغیر مجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔ یعنی راہ شریعت و صراط مستقیم تکلیفی ایک ہی ہے ولو کانت الطرق اِلی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ فِی عِبَادَۃِ التَّکْوِیْنِیَّۃِ۔ فتامل فیہ

لہذا معلوم ہوا کہ ان مذاہب مختلفہ عالم میں سے جنکے اعتقادات وخیالات و اصول دین میں صریح تناقص و تضاد موجود ہے اور اسی بنا پر ایک دوسرے کو ناحق پرست اور باطل کہہ رہا ہے صرف ایک ہی

دین و مذہب محکم حق اور درست ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اجتماع نقیضین کل علما کے نزدیک محال ہے اور حکماء اور میزانیین کے نزدیک مسلّم ہے کہ حَقِیْقَۃُ الشَّیْئِ لَا یَکُوْنُ اِلَّا وَاحِدًا ایک شے کی حقیقت ایک ہی ہوسکتی ہے دو نہیں ہوسکتی ہیں۔ پس حقیقت دین اور صراطِ مستقیم بھی ایک ہی ہوسکتی ہے۔ لہٰذا غور طلب مقام یہ ہے کہ باوجود طلب۔ سارے انسان کیوں حق پر نہ پہنچے۔ کیوں خدا رسیدہ نہ ہوئے۔ کیوں سب کو صراطِ مستقیم نہ ملی؟ کیوں بھٹکتے پھرتے ہیں؟ کیوں ایک دوسرے کو تکفیر کرتے ہیں۔ کیوں ایک دوسرے کی عبادت و معرفت کو ناقص یا باطل کہتے ہیں حالانکہ ہر ایک خدا کا قائل اور اپنے خیال میں خدا ہی کی عبادت کرتا ہے خواہ کسی طریقہ پر ہو۔ اور عقلاء کا مقولہ ہے کہ عقل صحیح کا حکم ہمیشہ یکساں ہوا کرتا ہے۔ دو صحیح و سالم عقلیں کبھی اختلاف نہیں کرتی ہیں جب تک کہ کوئی امر مانع نہ ہوجائے اَلْعَقْلُ یَجْرِیْ عَلٰی طَرِیْقَۃٍ وَاحِدَۃٍ ایک سلیم و صحیح عقل ہمیشہ ایک ہی راستہ پر چلتی ہے۔ اور خلقت اولیٰ کے لحاظ سے تمام انسان یکساں ہیں ایک آدم کی اولاد ہیں ایک خالق کی مخلوق ہیں وَکَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً سارے انسان خلقت کے لحاظ سے ایک ہی اُمت تھے۔ پس یہ اختلاف کیوں ہوا؟ پھر یہ جنگِ مذاہب کیسی؟ یہاں ضرور کوئی راز ہے اور اسی راز کا پتہ لگانا ہے۔

دوم انسان باتفاق عقلاء مجموعہ ہے جسم و روح کا اور روح

انسان حکماء و فلاسفرز کے نزدیک مجرد شے ہے۔ مادی نہیں ہے
اور حکماء کہتے ہیں کہ تجرد دلیل علم ہے۔ جو شے مجرد ہے وہ اپنے مرتبہ
ذات میں ضرور عالم ہونی چاہیئے۔ روح کے لئے جہالتِ مطلقہ محال
ہے جبکہ محققین فلاسفرز ثابت کرتے ہیں اَلْخَیْرُ لَا یَصْدِرُ عَنْہُ
اِلَّا الْخَیْرُ خیر سے خیر ہی صادر ہوتا ہے اور جہالت شر ہے کیونکہ صفت
عدمی ہے اور علم خیر ہے کیونکہ صفت وجودی ہے پس روح ازروئے
خلقت جاہل مطلق نہیں ہوسکتی ورنہ اسکی خلقت خلقتِ شری ہے اور
یہ محال ہے کیونکہ خالق خیر محض ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کا بچہ
ماں کے پیٹ سے تفصیل معارف سے جاہل پیدا ہوتا ہے۔ نہ عالم
نہ علمِ دینی کا عالم ہوتا ہے نہ علم دنیوی کا روح انسانی کی یہ جہالت
کہاں سے آئی ؟ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّھَاتِکُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
شَیْئًا۔ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ اللہ نے
تمہیں شکم مادر سے اس حال میں نکالا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے اور اس نے
تمہارے لئے کان۔ آنکھیں اور دل دیئے کہ ان سے علم حاصل کرو اس
سے ثابت اور معلوم ہوا کہ انسان محتاج تحصیل علوم ہے اور محتاج علم
ہے تو معلم کی ضرورت ہے بغیر معلم تعلیم کیونکر ہوگی ؟ اور نوعِ انسان
بحیثیت مجموعی کل کی کل اس احتیاج میں شریک ہے پھر اس کا معلم
کون ہوگا درآنحالیکہ اس سے بالا کوئی مخلوق نہیں ہے اور کوئی نوع
اُس سے افضل و اشرف نہیں ہے اور مکنونات ارضیہ میں سے کوئی

نوع اس سے بالا موجود ہی نہیں ہے اور جب مطلق تعلیم میں یہ محتاج معلم ہے تو علم معارف اور معرفت خدا میں بدرجہ اولیٰ محتاج تعلیم معلم ہے بلکہ کلیتہً ظہور کمال انسان تعلیم ہی پر موقوف ہے اگر انسان کی تعلیم و تربیت نہ ہو تو وہ ایک مضغہ گوشت سے زیادہ نہیں ہو سکتا ہے۔ ادنیٰ ترین حیوانات سے نہیں بڑھ سکتا اولئك كالانعام بل هم اضل۔ جاہل تو مثل چوپایوں کے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔

پس صحیح معرفتِ خدا و صحیح عبادتِ خدا کے لئے تعلیم کی ضرورت ہے اور کسی معلم توحید کی احتیاج ہے اور حق یہ ہے کہ معرفت وہی درست کہلا سکتی ہے جو خدا کی تعلیم کردہ ہو اور وہی عبادت درست ہو سکتی ہے جو اسکی بتلائی ہوئی ہو اپنی اپنی عقل سے خدا کی صحیح و حقیقی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی جو خدا محض ناقص عقل سے پہچانا گیا ہے خدا نہیں بلکہ ہمارا تصور ذہنی ہمارا خیالی مجسمہ ہے۔ جو عبادت کہ ہماری خود ساختہ ہے وہ عبادتِ خدا نہیں ہمارے نفس کی عبادت ہے۔ "اَرَءَیْتَ الَّذِیْ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ"۔ جو صرف اپنی رائے اور اپنی خواہش پر چلتا ہے وہ خدا پرست نہیں ہے۔ مشرک ہے۔ اگر ہر ایک عبادت صحیح اور شایان شان الٰہی ہوتی تو عقلاء روزگار ایک دوسرے کی عبادت پر نکتہ چینی نہ کرتے اور ایک مذہب کے علما دوسرے مذہب کی عبادت کو باطل نہ جانتے۔ مگر مشاہدہ یہی بتلاتا ہے کہ ایک مذہب کے عقلاء، علماء، حکماء، دوسرے کی عبادت کو غلط۔ باطل یا ناقص کہتے

ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عقل یہی حکم لگاتی ہے بلکہ انکی فطرت یہ بتلاتی ہے کہ عبادت صحیح وہی ہے جو اس معبود برحق کی ذات کے لائق ہو اسکے حکم کے مطابق ہو اس کے منشا کے موافق ہو ورنہ بلا شبہہ غلط و باطل یا ناقص ہے اور وہ کبھی پسندیدہ خدا نہیں ہو سکتی اور ایسی عبادت سے انسان کو اصلی فائدہ ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔

سوم انسان حادث ہے۔ خدا قدیم ہے۔ انسان ممکن ہے وہ واجب الوجود ہے۔ انسان بحیثیت ترکیب مادی ہے اور آلات جسمانیہ سے تحصیل علم کرتا ہے۔ وہ ذات پاک مجردِ محض۔ بسیطِ بحت ہے۔ حکماً کا اتفاق ہے کہ اسکی حقیقت کا تصور محال ہے۔ اسکی حقیقت و ماہیت کا علم نہیں ہو سکتا یعنی ہماری عقول ناقص ہیں۔ ہمارے اعضا و آلات احساس و ادراک ضعیف ہیں۔ ہماری مثال نور الانوار ذات کے مقابل میں آفتاب اور چمگادڑ کی سی ہے کہ چمگادڑ آنکھ کے ضعف اور نقص بصارت کی وجہ سے آفتاب کو نہیں دیکھ سکتی۔ یہی حال ہماری عقول کا ہے اور یہی اک سبب معرفت خدا میں اختلافِ عقلاء کا ہے کہ ہر ایک نے جو کچھ سمجھا کہا انکی مثال بالکل ان اندھوں کی سی ہے جو ہاتھی کی تحقیق کو نکلے تھے کہ دیکھیں ہاتھی کیسا ہوتا ہے **خصوصًا** وہ عقلاء جو مذہب کے پابند یا قائل نہیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ محض اپنی عقلِ ناقص اور ان آلات و اعضاء و قوتی۔ احساس و ادراک کے ذریعہ خدا کی صحیح معرفت کا حاصل ہونا محال ہے۔

پاکی از آنچہ عاقلاں گفتند
پاک تر ز انچہ غافلاں گفتند

اسی واسطے عارفین نے فرمایا ہے کہ ذَاتُ اللّٰہِ مُحْتَجِبَۃٌ مِنْ فَرْطِ نُوْرِہٖ کہ ذات خداوندی منتہائے نورانیت کی وجہ سے حجاب میں ہے وَاسْتَتَرَ بِشُعَاعِ نُوْرِہٖ عَنْ نَوَاظِرِ خَلْقِہٖ اور اپنے نور کے شعاع کی وجہ سے مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ ہے چشم بصری اور چشم بصیرتی دونوں اس کے ادراک سے قاصر ہیں۔ اور فلاسفرز کا اتفاق ہے کہ اَلْمُدْرِكُ لَابُدَّ ان یَکُوْنَ مِنْ سِنْخِ الْمُدْرَكِ ہر ایک شے اپنے جنس اور اپنی اصل کو ادراک کر سکتی ہے جس قسم کا مدرک (جسکو ادراک و دریافت کرنا ہے) ہو اسی سنخ کا مدرک (ادراک و دریافت کرنے والا) بھی ہونا چاہیے۔ مثلاً نور کو نورانی ہی ادراک کر سکتا ہے۔ پس مخلوق خود بخود اسکو ادراک نہیں کر سکتی حضرت سر العالمین علیؑ ابن ابی طالبؑ امیر المومنین ارشاد فرماتے ہیں لَا یُدْرِکُہٗ بُعْدُ الْھِمَمِ وَلَا یَنَالُہٗ غَوْصُ الْفِطَنِ ہمارے ارادے اور ہماری ہمتیں اس تک نہیں پہنچ سکتیں اور انسانی عقلیں اس سمندر میں غوطہ لگا کر کچھ حاصل نہیں کر سکتی ہیں لَا یُحِیْطُہٗ الْاَبْصَارُ وَالْقُلُوْبُ آنکھیں اور دل دونوں اس کا احاطہ نہیں کر سکتے وَلَا تَقَعُ الْاَوْھَامُ لَہٗ عَلٰی صِفَۃٍ وَلَا تَعْقُدُ الْقُلُوْبُ مِنْہُ عَلٰی کَیْفِیَّۃٍ ہمارے وہم اسکی کسی صفت کو خود بخود نہیں پا سکتے اور دل اسکی کسی کیفیت تک نہیں پہنچ سکتے فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَعْرُوْفِ

مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةٍ وَالْخَالِقَ مِنْ غَيْرِ رَوِيَّةٍ وہی خدا مستحق حمد و ثنا ہے جو بغیر دیکھے پہچانا گیا ہے اور وہ بغیر سوچے اور غور و فکر کیے خلق کرتا ہے اور وہ خود ارشاد فرماتا ہے "لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ"۔ بصارتیں اور بصیرتیں اسکو خود ادراک نہیں کر سکتی ہیں اور وہ سب کو ادراک کرتا ہے اور وہ لطیف ہے جہاں ہم کثیفوں کی رسائی نہیں وہ خبیر ہے کہ سب کچھ جانتا ہے خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ وغیر ذلک من الاحادیث والآیات۔ اور اسی واسطے محمدؐ بن علیؑ بن الحسینؑ نے فرمایا ہے کہ كُلَّمَا مَيَّزْتُمُوهُ بِأَوْهَامِكُمْ فِي أَدَقِّ مَعَانِيهِ فَهُوَ مَخْلُوقٌ لَكُمْ مَصْنُوعٌ مِثْلُكُمْ مَرْدُودٌ إِلَيْكُمْ یعنی چونکہ ہماری عقول ناقصہ کنہ ذات خداوندی کا ادراک نہیں کر سکتی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ وہ ہر ایک دقیق ترین معانی جن کے ساتھ انکو تم وہموں اور خیالوں سے ممتاز کرو گے اور ذہن میں اپنے وہم و خیال سے خدا کی ذات کا تصور قائم کرو گے کہ ایسا ایسا ہوتا ہے تو وہ خدائے خالق نہ ہو گا بلکہ وہ تمہارا خلق کردہ خدا ہو گا اور تم جیسا مصنوع ہو گا اور تمہاری طرف مردود ہو گا اور تمہیں ہی واپس کر دیا جائے گا۔ اپنے ذہنوں سے جو خدا بناؤ گے وہ خود ساختہ خدا ہو گا اور تمہارا ایک ذہنی بُت ہے اور یہ صریحی شرک ہے۔

چہارم۔ اس سے ثابت ہوا کہ خدا کی معرفت بس خدا ہی کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے عقل زیادہ سے زیادہ اگر رسائی پا سکتی ہے تو صرف

اسی قدر کہ وہ ہے لیکن یہ معلوم کرنا کہ وہ کیا ہے اور اسکی تمام صفات کو
جو اس کے شایان شان ہیں جاننا محال ہے اور ان تمام صفات کو
جن سے اسکی ذات پاک ہے اور وہ اس کے لائق نہیں ہیں پہچاننا
محال ہے ان صفات سے اسکو منزہ سمجھنا جو اس معبود کے مناسب
ولائق نہیں ہیں تسبیح کہلاتی ہے اور ان صفات سے متصف سمجھنا جو
اس معبود کے مناسب وشایان ہیں مگر ان صفات کو ذات سے علیحدہ
اور زیادہ سمجھکر نہیں بلکہ عین ذات کو ان کا منشا سمجھکر تحمید کہلاتی ہے
اور تسبیح وتحمید کی تکمیل توحید ومعرفت واعتقاد الٰہی کی تکمیل ہے
وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ
ہر ایک مخلوق اسکی فطری تسبیح یا تحمید کرتی ہے لیکن تم اسکی تسبیح کو نہیں سمجھتے
ہو فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ تم بھی اسکی تسبیح بالحمد کرو فَسُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ
وَبِحَمْدِهٖ وَسُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ۔ ہمارے چھٹے پیشوائے
دین صادق آلِ محمدؐ ارشاد فرماتے ہیں اَعْرِفُوا اللّٰهَ بِاللّٰهِ اللہ کو اللہ
کے ذریعہ پہچانو وَاِنَّمَا عَرَفَ اللّٰهَ مَنْ عَرَفَهٗ بِاللّٰهِ فَمَنْ لَمْ يَعْرِفْهُ
بِهٖ فَلَيْسَ يَعْرِفُهٗ وَاِنَّمَا يَعْرِفُ غَيْرَهٗ۔
اِحْتَجَبَ عَنِ الْعُقُوْلِ كَمَا احْتَجَبَ مِنَ الْاَبْصَارِ اور بس اللہ کی
معرفت وہ شخص حاصل کرسکتا ہے جو اس کو اسی کے ذریعہ پہچانتا ہے
پس جس نے اسکو اس کے ذریعہ نہیں پہچانا وہ خدا کو نہیں پہچانتا ہے
بلکہ غیر خدا کو پہچانتا ہے اس کے ذہن میں جو خدا ہے۔ وہ خدا نہیں ہے

کیونکہ وہ عقلوں سے بھی اسی طرح پوشیدہ ہے جس طرح آنکھوں سے
پوشیدہ ہے حضرت علیؑ ابن الحسینؑ اپنی مناجات میں فرماتے ہیں
بِكَ عَرَفْتُكَ وَاَنْتَ دَلَلْتَنِىْ عَلَيْكَ وَدَعَوْتَنِىْ اِلَيْكَ وَ
لَوْلَا اَنْتَ لَمْ اَدْرِ مَا اَنْتَ " تیرے ہی ذریعہ تجھے پہچانا اور تونے
ہی اپنی طرف میری راہ نمائی کی اور تونے ہی اپنی طرف بلایا اگر تو ایسا
نہ ہوتا تو میں نہ جانتا کہ تو کیا ہے اور ہمارے ہادی برحق حضرت محمدؐ
عربی کا یہ عرض کرنا اَضِفْنِىْ اِلَيْكَ بِالْعُبُوْدِيَّةِ يَا رَبِّ پروردگا
مجھ میں نشان عبودیت و عبدیت پیدا کر کے اپنے پاس مہمان بلا
اسی طرف اشارہ ہے کہ مجھے تو اپنی معرفت کے خوانِ کرم پر مہمان
کرا ورمقام معرفت تک تو ہی پہنچا اور اسکی قبولیت کا اسمیں ذکر ہے
اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا " وَدَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ
قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى " معرفت کے اس مقام پر پہنچے جہاں کوئی نہ
پہنچ سکا تھا وَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ وَيُؤْتِ
كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ جس میں جیسی قابلیت و استعداد دیکھتا ہے
ایسا ہی درجہ عنایت کرتا ہے وَهُوَ الْعَدْلُ وَ لَا جَوْرَ فِىْ حُكْمِهٖ
فَسُبْحَانَ مَنْ لَا يَعْلَمُ ذَاتَهٗ اِلَّا ذَاتُهٗ وَ تَوْحِيْدُهٗ اِيَّاهُ
تَوْحِيْدُهٗ " بس پاک ہے وہ ذات جسکو اسکے سوا اور کوئی نہیں جانتا
اور توحید اسی کی توحید ہے اور وہ ہی موجب نجات ہے پس معرفت
الٰہی معلم کو چاہتی ہے بغیر معلم اسکی تکمیل ناممکن ہے اور عبادت معرفت

پر موقوف ہے جب معرفت حاصل نہ ہوئی تو حصول عبادت صحیح محال خصوصاً جبکہ یہ مسلمہ عقلائی ہے کہ عبادت خدا وہی ہے جو پسندیدہ خدا ہو جو اسکے منشاء کے مطابق اور اسکی شان کے لائق اور شایان ہو۔ جو عبادت اسکے شان کے شایان اور اسکے منشاء کے مطابق نہیں وہ عبادت پسندیدہ خدا کبھی نہیں ہوسکتی۔ پس اسی طرح صحت عبادت بھی معلّم کی ضرورت ثابت کرتی ہے۔

بخودش کس شناخت نتوانست
ذات او ہم بدو تواں دانست

بدلیلے حواس کے شاید
کو زبرلیست قبۂ کے باید

عقل رہبر ولیک تا در او
فضل او مر ترا برد بر او

بدلیلے عقل رہ نبری
خیرہ چون دیگراں مکن تو فری

فضل او در طریق رہبر ماست
صنع او سوے او دلیل گواست

کرمش گفت مرمرا بشناس
ورنہ کہ شناسدے بعقل و حواس

پنجم۔ نتیجہ یہ کہ معرفتِ خدا وہی صحیح ہے جو اسکی تعلیم کے موافق ہو۔ عبادتِ خدا وہی درست ہے جو اسکی بتلائی ہوئی اسکی شان کے شایان ہو لھذا حقیقی معلّم توحید و معلّم عبادت خدا ہی ہے مگر پھر غور کا مقام ہے کہ سارے بندے اسکی مخلوق ہیں بندے اسکی معرفت کے طالب ہیں۔ بندے اسکی عبادت کے شائق ہیں۔ سوائے دہریوں کے کل اسمیں شامل ہیں اور خدا علیم و حکیم ہے رؤف رحیم ہے

ذو الفضل العمیم والکرم الجسیم ہے جواد ہے فیاض ہے۔ پھر یہ اختلاف معرفت وعبادت کیسا ہے ؟ کیوں سارے بندے سچے عارف اور سچے عبادت گذار نہیں ہیں ؟ جیسا کہ مشاہدہ و مسلم ہے۔ فیض وکرم الٰہی میں نقص نہیں ہوسکتا اس کا فیض عام ہے۔ ضرور بالضرور یہاں سے یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ ہر ایک میں یہ استعداد نہیں ہے کہ براہِ راست اس کو تعلیم الٰہی ہو الہام ہو وحی پہنچے اگر ان بندوں میں سے ہر ایک میں بلا واسطہ و وسیلہ خدا سے تعلیم پانے کی قابلیت ہوتی تو ہرگز یہ علمِ معرفت سے محروم نہ ہوتے اور یہ دلیل و برہان سے ثابت ہے کہ خدا مشابہت ومجانست سے بری ہے وہ ہم جیسا نہیں وہ نہ جسم ہے نہ جسمانی نہ اسے دیکھ سکتے ہیں نہ اسے چھو سکتے ہیں اور نہ اسکو چکھ سکتے ہیں نہ اسے سونگھ سکتے ہیں پھر اسے پہچانیں تو کیسے پہچانیں اس کو جانیں تو کیسے جانیں۔ اسکی معرفت کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ اس کا کلام ہے پس اسکے کلمات وجودیہ سے اسکو پہچان سکتے ہیں خواہ وہ قولی ہوں یا فعلی فَاِنَّ الْعَالَمَ کُلَّہٗ کِتَابُ اللہِ التَّکْوِیْنِیِّ

نیز د آنکہ جانش در تجلی است
ہمہ عالم کتاب حق تعالیٰ است

وَقَالَ اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَ "لَقَدْ تَجَلَّی الْحَقُّ لِعِبَادِہٖ فِیْ کَلَامِہٖ وَلٰکِنْ لَا تُبْصِرُوْنَ" حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اپنے

بندوں کے لئے جلوہ نمائی فرمائی اور تجلی کی ہے لیکن تم اسکو نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکر کلام میں ہر شخص اس کا جلوہ دیکھ سکتا ہے جبکہ نہ اس کا کلام ہمارا جیسا کلام ہے اور نہ اسکی زبان ہماری جیسی زبان ہے۔ ہم تو صرف اپنی جنس کا کلام سمجھ سکتے ہیں۔ اور وہ زبان بے زبانی سے تکلم فرماتا ہے۔ اور اس کا کلام نفسِ ایجاد ہے اس کے کلام کو سمجھنا اور اسکی باتیں سننا ہر ایک کا کام نہیں ہے۔

ایں زمیں را آسمانے دیگر است

ہماری قوت سماعت ایک محدود استعداد رکھتی ہے زیادہ فاصلے سے ہوں تو آواز سنائی نہیں دیتی۔ ہماری عقل محدود ہے ہم ہر ایک آواز کا مطلب نہیں سمجھتے۔ پرندے۔ چرندے۔ درندے سب بولتے ہیں آپسمیں باتیں کرتے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے۔ چیونٹیاں تک بولتی ہیں آپس میں باتیں کرتی ہیں۔ اپنے مقاصد و مطالب ایک دوسرے کو سمجھاتی ہیں مگر ہم نہیں سنتے۔ نہیں سمجھتے۔ بلکہ یہ بھی نہیں محسوس کرتے کہ وہ بولتی ہیں پھر اس ذات پاک کا کلام ہم کیونکر سُن سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں جو اعضا و جوارح سے پاک و منزہ ہے۔ اس کا کلام ہماری جیسی آواز نہیں ہے اسکے سننے اور سمجھنے کی ہر ایک میں قابلیت کہاں۔

بسرِ قصۂ سیمرغ و قصۂ ہدہد
کسے رسد کہ شناسائے منطق الطیر است

خدا کی باتیں وہ سنیں جو وہاں تک رسائی رکھتے ہوں اسکے کلام اسکے الہام

کا مطلب وہ سمجھے جو اسکی باتیں سمجھ سکتا ہویں ہم کو تعلیم الٰہی نہ ہونا اس کا نقص نہیں ہے ۔ بلکہ اس کا موجب اس کا منتہائی کمال اور ہمارا منتہائی نقص ہے ۔

ہر چہ ہست از قامتِ ناسازِ بے اندامِ ماست
ورنہ تشریفِ تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

ششم ۔ ان پانچوں مقدمات کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان تعلیم دنیوی کی طرح تعلیم دینی کا بھی محتاج ہے اور اسکو ایک معلم کی ضرورت ہے جس طرح مشاہدہ ہے کہ انسان معلم کی تعلیم سے علوم دنیوی میں طاق ہو جاتا ہے اسی طرح معلم کامل کی تعلیم سے علم الٰہی میں ماہر ہو سکتا ہے ۔ پس ہم نہ اپنی عقلِ ناقص سے اس تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ اپنی عدم قابلیت کی وجہ سے اس معبودِ حقیقی سے بلا واسطہ تعلیم پا سکتے ہیں اور جو تعلیم کہ اسکی طرف سے نہ ہو وہ صحیح نہیں ہو سکتی اس سے حقیقی معرفت اور صحیح عبادت حاصل نہیں ہو سکتی ۔ اور باقی انواعِ عالم انسان سے پست تر ہیں وہ ہمارے اور خدا کے درمیان واسطہ فیضانِ تعلیم نہیں بن سکتے ہیں نہ حیوانات ہمیں پڑھا سکتے ہیں اور نہ انکی پرستش اور تعظیم کرنے سے ہمیں معرفت خدا حاصل ہو سکتی ہے اور نہ نباتات کے آگے سجدہ کرنے سے ہمیں علمِ الٰہی نصیب ہو سکتا ہے اور نہ جمادات کے سامنے سرِ نیاز خم کرنے سے خدا کا فیضان پا سکتے ہیں ۔ پتھر یا درخت یا حیوانات کیونکر خالقِ عالم کا کلام سمجھ

سکتے ہیں کس طرح وحی کلامی کی تلقی کر سکتے ہیں جبکہ انسان جو اشرف المخلوقات ہیں عاجز ہیں۔ پھر ہمارے اور اسکے درمیان واسطہ فیضان تعلیم بھی وہی پیدا کر سکتا ہے اور نوعِ بشر سے بالا کوئی نوع نہیں ہے اور جنس جنس سے مانوس ہوتی ہے اور غیر جنس سے انسان مانوس نہیں ہوسکتا اور اسکی صحبت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا وہ تو کوئی خاص بشر ہی ہوسکتا ہے جس میں خدا سے تعلیم پانے کی اور ہمیں تعلیم دینے کی خاص قابلیت پیدا کی گئی ہو وہ خدا تک رسائی رکھتا ہو وہ خدائی کلام سن سکتا ہو وہ خدائی الہام سمجھ سکتا ہو وہ خدائی پیغام اور شیطانی وسوسہ میں تمیز کر سکتا ہو۔ نہیں بلکہ وہ ایسا انسان ہو جس کا دل وساوسِ شیطانی سے پاک ہو اور شیطانی وسوسوں کو اسمیں دخل نہ ہو ورنہ بہت ممکن ہے کہ اس کے دل میں شیطانی وسوسے پیدا ہوں اور وہ کہدے کہ یہ الہام ربانی ہے اِنَّ الشَّیَاطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰی اَوْلِیَآئِهِمْ (انعام ع ۱۲) بیشک شیاطین اپنے محبت کرنے والوں کو کچھ القاء کیا کرتے ہیں اور اسطرح بہکایا کرتے ہیں اور اسی وجہ سے جھوٹے مدعیان ہدایت و داعی الی اللہ بنتے رہتے ہیں اور اسی سے جھوٹے مذاہب پیدا ہوتے ہیں۔ کلامِ پاک یہ بھی پتہ دیتا ہے کہ شیاطین کس پر نازل ہوتے ہیں وحی شیطانی کسکو ہوتی ہے اور رحمانی کسکو ہوتی ہے هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰی مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیَاطِیْنُ تَنَزَّلُ عَلٰی كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كَاذِبُوْنَ

(شعراء ع ۱۱) کیا ہم خبر دیں کہ شیاطین کن لوگوں کو القاء کرتے ہیں ہر ایک جھوٹے گنہگار پر شیاطین اترتے اور انکو بہکاتے ہیں اُن کے کانوں میں پھونکتے ہیں اور یہ اکثر جھوٹے ہوتے ہیں بس وہ معلّم جو خدائی معلم ہو۔ ہمارے اور خدا کے درمیان واسطۂ فیض تعلیم ہو ایسا کامل انسان ہو کہ ان تمام نقائص و عیوب سے مبرّا اور منزّہ ہو جو ہم عام انسانوں میں پائے جاتے ہیں ورنہ وہ بھی ہماری طرح قبول فیضِ الٰہی میں عاجز ہوگا اور وساوس شیطانی میں گرفتار ہوگا۔ ہرگز اس میں الہام رحمانی و ربّانی کے سننے اور سمجھنے کی قابلیت نہ ہوگی اور آیت مذکورہ ثابت کرتی ہے کہ جو شخص جھوٹا ہو گنہگار ہو وہ ہرگز صاحب وحی و الہام ربّانی نہیں ہو سکتا وہ موردِ وحی شیطانی ہے نہ موردِ الہام ربانی۔ اگر ایک شخص جو ہماری طرح گنہگار ہو۔ گناہوں سے پاک و معصوم نہ ہو اور وہ صاحب الہام ہونے کا دعویٰ کرے تو یقیناً جھوٹا ہے اسکا الہام الہامِ شیطانی ہے نہ رحمانی ربّانی فتدبر فیہ

کوئی خدا کا بیٹا ہادئے دین و معلم ربانی نہیں

اور چونکہ خدا نہ جسم ہے نہ جسمانی وہ قدیم اور واجب الوجود بسیط مطلق اور مجرد محض ہے اسلئے وہ بلا شبہ توالد و تناسل سے پاک ہے اس کا کوئی صلبی بیٹا نہیں ہو سکتا۔ جسکے توالد و تناسل ہو وہ خدا نہیں ہے بلکہ ہم جیسا انسان یا حیوان ہے اسکے نہ جورو نہ جاتا نہ بیٹی نہ بیٹا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ

كُفُوًا اَحَدٌ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی بیٹا بیٹی پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر و مقابل، و مثل و نظیر و ہم کفو ہے۔ لَمْ يَكُنْ لَهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا پس اسکے بیٹا بیٹی نہیں جو ہمارا علم وہ بیٹا ہو۔ اولاد جزو انسانی ہوتی ہے اور عقل و شریعت میں یہ امر مسلم ہے کہ جو ذات بسیط محض ہو وہ تجزیہ سے پاک و بری ہے پس ذات خداوندی بیٹا بیٹی سے پاک و منزہ ہے "وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ" اور اسکے بندوں میں سے بعض کو اسکا جزو (اولاد) بنا دیا بیشک انسان کھلم کھلا ناشکر گذار ہے خدا قادر مطلق ہے اور عالم امر میں خلقت خلقت آنی ہوتی ہے۔ "وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ" ہمارا امر تو بس ایک آنکھ جھپکنا ایک لمحہ ہوتا ہے (یہ بھی افہام و تفہیم کے لئے ہے) ورنہ "اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ" بس اس کا امر تو یہ ہے کہ جب اس نے کسی شے کا ارادہ کیا کن کہا اور ہو گئی اور یہ کُن لفظ نہیں بلکہ عین ایجاد ہے پس وہ جس بندے کو چاہے آنِ واحد میں خلق کر سکتا ہے خواہ مادی ہو یا غیر مادی۔ لہذا کسی ہستی کا بغیر باپ کے وجود میں آنا اسکے خدا کا صلبی بیٹا کہلانے کی دلیل نہیں ہو سکتا اگر ایسا ہو تو وہ اول بشر جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا وہ خدا کا سب سے بڑا بیٹا ہو گا۔ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ

مِنْ تُرَابٍ" بیشک خدا کے نزدیک عیسٰی کی مثال آدم کی سی ہے، کہ اسکو مٹی سے خلق کیا رُوح پھونکی اور بشر بنا دیا سب کا خالق خدا ہے ساری مخلوق اسکی ایجاد ہے سب کی پرورش وہ کرتا ہے کہ رب العالمین ہے۔ وَهَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ اس کے سواء کوئی خالق نہیں اور وہ مربّی عالم اپنے بندوں پر بلا شبہہ ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے خواہ وہ نافرمان بھی ہوں۔

خدائے راست مسلم بزرگی والطاف
کہ جُرم بیند و ناں برقرار می دارد

اور اس ہی وہ سب کا آسمانی باپ کہلاتا ہے کسی خاص شخص کی اسمیں کوئی خصوصیت نہیں ہوسکتی ہے کہ وہ خدا کا بیٹا ہو اور باقی اس جیسے بندے خدا کے بیٹے نہوں وَلَوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ سُبْحَانَهُ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (زمر ۲۴) اگر اللہ کسی کو بیٹا بناتے تو ان مخلوقات میں سے جسکو چاہتا چُن لیتا۔ وہ تو پاک و پاکیزہ ذات ہے وہ اللہ واحد قہار ہے اسی کے لئے وحدانیت و وحدت حقیقی ہے۔

اللہ ہماری طرح کیفیات نفسانیہ لذت والم وغیرہما سے منزہ اور مبرّا ہے اور اس میں ہماری یہ صفت نہیں پائی جاتی کہ اولاد کو سب سے زیادہ دوست رکھے خواہ اولاد کیسی ہی ہو۔

تو بفرض محال اگر اس کا بیٹا کسی معنی میں فرض کرو تو وہ اس کے

نزدیک سب سے زیادہ محبوب نہیں ہوسکتا اس کے نزدیک تو محبوب
وہ ہوسکتا ہے جو عبادت میں سب سے بڑھا ہوا ہو اور قربِ خدا کی
دو ہی صورتیں ہیں اول اسکی جانب سے بحیثیت خلقت کے اور اِس
حیثیت سے سب سے مقربِ خدا وہ بندہ ہے جو سب سے پہلے
مخلوق ہو۔ دوم اسطرف سے یعنی عبادت کی شان سے اور اس حیثیت
سے سب سے متقرب خدا وہ ہے جو عبادت میں سب سے مقدم اور
سب سے افضل ہو قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ
کہدو اے حبیب کہ اگر (بفرضِ محال) اللہ کے بیٹا ہوتا تو میں سب سے
پہلا عبادت کرنے والا ہوں ۔یں ہوتا مگر میں بیٹا ہونے کا مدعی نہیں
بلکہ عبد ہونے کا مدعی ہوں اور عبودیت ہی اس معبود کو پسند ہے اسی
کا دعویٰ عیسےٰ کو بھی تھا۔ "اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتَانِیَ الْکِتَابَ" میں
ایک بندہ خدا ہوں مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے۔
اور جب یہ مسلّم ہے کہ معبود طاعت۔ عبادت وعبودیت کو محبوب
رکھتا ہے تو وہ کبھی اسکو پسند نہ کرے گا کہ ایک بندے کو سب پر
قربان کرکے سب کو عبادت سے بری کردے اور کہدے کہ جو اس بندے
پر ایمان لے آئے وہ ناجی ہے طاعت وعبادت کی چنداں ضرورت
نہیں ہے یہ عقلا اور حکما کے نزدیک شر ہے یہ اغراء بالشر ہے یعنی
ایسا کرنے سے لوگوں کو گناہوں پر آمادہ اور جری کرنا ہے کہ وہ جو
چاہیں کریں انکی طرف سے فدیہ دیا جاچکا ہے حالانکہ تمام عقلا کے نزدیک

کمال انسانی اخلاق الٰہی سے متخلق اور اوصاف الٰہی سے متصف ہونے
میں ہے اور ایسا کرنے میں انسانوں کو تمام خوبیوں سے محروم رکھنا ہے
وَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ اور بیشک خدا اپنے بندوں
سے کفر و معصیت کو پسند نہیں کرتا خدا ہرگز گنہگاروں کو دوست نہیں
رکھتا۔ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ؁ وہ نیکوکاروں کو دوست رکھتا
ہے وَاِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُحْسِنِیْنَ اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔ یہ عقیدہ
بالکل بدکاری کی تعلیم ہے اور اسی وجہ سے اِس عقیدے کے لوگوں میں
اخلاق پسندیدہ نہایت کم پائے جائینگے۔
"مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا کَانَ مَعَہٗ مِنْ اِلٰہٍ اِذًا
لَذَھَبَ کُلُّ اِلٰہٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ سُبْحَانَ
اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ؁ ہرگز اللہ نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور نہ کوئی خدا
اس کے ساتھ کلاً یا جزاً شریک ہے اگر ایسا ہو تو ہر ایک الہ اپنی اپنی
مخلوق کو لے جائے اور ہر ایک معبود دوسرے پر زیادتی کرے اللہ
پاک ہے اس سے جس سے لوگ اسکو متصف قرار دیتے ہیں وہ تین
ملکر ایک نہیں ہوا اور وہ تین میں کا ایک نہیں ہے لَا تَقُوْلُوْا ثَالِثُ
ثَلٰثَۃٍ اسکو تین میں کا ایک نہ کہو۔ بَلْ ھُوَ الْوَاحِدُ فِیْ ذَاتِہٖ
بِذَاتِہٖ"

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحَانَہٗ بَلْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِی الْاَرْضِ کُلٌّ لَّہٗ قَانِتُوْنَ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وَاِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (بقرع ۱۳) اور ان لوگوں نے کہا کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا ہے۔ وہ تو اس سے پاک ہے بلکہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب اسی کا ہے اور سب اسکے سامنے عجز و نیاز سے پیش آتے ہیں اور اس سے التجا کرتے ہیں وہی زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر دیتا ہے اور حکم جاری کر دیتا ہے تو بس وہ کہتا ہے کہ ہوجا۔ بس وہ ہوجاتا ہے صرف اسکے ارادہ کی ضرورت ہے۔ ایک بشر کیسا ایک کُن میں کروڑوں وجود پیدا کر سکتا ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

پس معلم ربانی ایک انسان کامل۔ ایک برگذیدہ اور پاک بشر ہی ہو سکتا ہے نہ خدا کا بیٹا۔

خدا کسی شئے میں حلول نہیں کر سکتا اور اس معنی میں اسکا کوئی اوتار نہیں ہے

خدا مادی نہیں ہے اسلئے کل حوادث و عوارض مادیہ سے

پاک ہے اسکی ذات کسی مادی جسم میں حلول نہیں کر سکتی ہے اور چونکہ وہ لامکان محض ہے اور غیر محدود ہے وہ کسی روح میں بھی حلول نہیں کر سکتا ہے۔ پس ہمارا معلم وہ انسان نہیں ہے جس میں خدا نے حلول کیا ہو کیونکہ حلول حکماء کے نزدیک ذاتِ واجب الوجود کے لئے محال ہے نہ وہ کسی شئے میں سماتا ہے اور نہ اس میں کوئی شئے سماتی ہے بلکہ ہمارا معلم ہمارے اور اس معبود کے درمیان واسطہ فیض تعلیم وہ انسان کامل

ہوسکتا ہے جس پر اسکی خاص عنایت اور توجہ ہو جو اسکے اوصاف وکمالات کا مظہر ہو جسمیں اسکے اوصاف کا عکس نظر آئے جسمیں خدا کی کامل محبّت پائی جائے جسکو اس نے اپنی توحید کا الہام کیا ہو اور جسکو توحید کی تعلیم اور تبلیغ کے لئے چُنا ہو۔ اور اسکے ہادیٔ دین اور پیشوائے قوم ہونے کی اول خصوصیت یہی ہے کہ اسکو توحید الٰہی کا الہام ہوتا ہے اور وہ اس خصوصیت میں ممتاز ہے اور اُس سے مخصوص کیا گیا ہے " قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ " کہدو اے حبیب کہ بس میں مثل تمہارے بشر ہوں مجھ کو یہ وحی کی گئی ہے کہ تمہارا معبود خدائے وحدہ لاشریک ہی ہے اس پر ثابت قدم رہو اور اس سے معافی چاہو۔ میں بشر ہوں مگر مجھ کو یہ امتیاز خاص حاصل ہے کہ علمِ توحید مجھے عطا کیا گیا ہے سبقِ وحدت حقیقی مجھے پڑھایا گیا ہے حقیقتِ توحید میرے وجود میں ودیعت کی گئی ہے اور اس سے تم عاری ہو اور اسی کے حاصل کرنے کی تمہیں ضرورت ہے " اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ " جو کچھ تجھے تیرے رب کی طرف سے وحی کیا گیا ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے اسی کی پیروی کر اور مشرکین سے منہ پھیر لے اور ہر برگزیدہ خدا یہ صفت حسب درجہ ضرور رکھتا ہے۔ " يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

فَاتَّقُوْنِ ؎ اللہ ملائکہ کو ہمراہ روح اپنے امر سے اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے نازل فرماتا ہے کہ وہ بندے قوم کو یہ پیغام پہنچاویں اور یہ تعلیم دیا دیں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس مجھ ہی سے ڈرو ؎ وَ اَنَا اخْتَرْتُکَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحیٰ اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ؎ اور میں نے ہی تجھ کو انتخاب و اختیار کیا ہے پس تو سن جو تجھ کو وحی کی جاتی ہے کہ بیشک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس میری ہی عبادت کر۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا یُوْحیٰ اِلَیْہِ اِنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنَ ؎ اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول کسی ملک اور قوم میں نہیں بھیجا مگر یہ کہ اسکو یہی وحی کیگئی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میری ہی عبادت کرو۔ پس ہادی دین۔ مصلح عالم پیشوائے قوم۔ امیرالمومنین امام المتقین وہی شخص ہوتا ہے جو معلم توحید۔ معدنِ توحید۔ ملہم توحید۔ اور مبلغ توحید ہو۔ ایسی ہی ہستی کو ہادی من اللہ و داعی الی اللہ کہتے ہیں۔ خدا کا مقرر کردہ ہادی معلم۔ خدا کی طرف دعوت دینے والا اور خدا کے پیغام پہنچانیوالا۔ اور اسی واسطے حکماء نے کہا ہے۔ نبی یا پیغمبر یا ہادی خلق یا مصلح عالم وہ ہوتا ہے ؎ مِنْ عَنَایَۃُ اللّٰہِ بِہٖ اَشَدُّ وَ اَکْثَرُ ؎ جس پر خدا کی عنایت سب سے زیادہ اور قوی ہو خواہ ہر ایک مذہب میں اصطلاحی نام اس کا کچھ رکھ لیا جائے لفظ کا ترجمہ ہو جانے اور

ایک زبان سے دوسری زبان میں بدل جانے سے حقیقت معنوی نہیں بدلا کرتی پانی کی حقیقت وہی ہے خواہ اسے آب کہیں یا واٹر یا جل وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ عام نوعِ انسانی ایک ایسی معلم کی محتاج ہے اور اختلاف مذاہب معلم الٰہی پر اعتقاد رکھنے اور نہ رکھنے اس سے تعلیم پانے اور نہ پانے ماننے اور نہ ماننے سے پیدا ہوا ہے اگر کل انسان ہمیشہ اسی حقیقی معلم الٰہی وملہم ربّانی کو مانتے اور اسکی تعلیم کو تسلیم کرتے رہتے تو کبھی گمراہ نہ ہوتے اور ہرگز یہ اختلاف پیدا نہ ہوتا بغیر ایسے معلم کے ساتھ ہوتے اور اس کے قدم بقدم چلے جو عبادت و معرفت کا مثالیہ ہو صحیح معرفت وعبادت کا حاصل ہونا محال ہے اور بغیر اسکے نجات ناممکن۔ یہی معلم ربّانی وملہم رحمانی وسیلہ نجات ہوتا ہے جو اس کو مانتا ہے اس کے حکم پر چلتا ہے وہ خدا رسیدہ ہے وہ دیندار ہے جو ایسے معلم کا منکر ہے وہ بے دین ہے کفرانِ نعمت کرتا ہے اس لئے کافر ہے۔ جو اسکے ساتھ ہے اسکو کوئی غم نہیں ہے۔

فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ فَلَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ " پس اگر ہمارے پاس سے ہدایت آئے اور ہم ہادی برحق بھیجیں تو جنہوں نے اسکی پیروی کرلی اور اسکے قدم بقدم چلے انکو کوئی خوف نہیں ہے اور کبھی غمگین ومحزون نہ ہوں گے انکی نجات یقینی ہے۔ یہ معلم ربانی نہ صرف وسیلہ نجات آخرت ہے بلکہ دنیاوی حقیقی ترقی وبہبودی بھی اسی کے وجود سے وابستہ ہے کیونکہ حقیقی

ترقی علم صحیح سے حاصل ہو سکتی ہے اور علم صحیح وہی ہے جو ذاتِ علیم کا سکھایا ہوا ہو اور ایسا علم نہیں ہے مگر اسی ہادی دین اور معلم توحید کو پس اگر نوع انسان اسکی پیروی کرے اور اسکے قدم بقدم چلے تو بلاشبہ دین و دنیا دونوں حاصل ہو جائیں۔ اور برکات و رحماتِ الٰہی نازل ہوں۔ وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا۔ اگر لوگ اسی طریقہ پر قائم رہتے تو ہم انہیں اپنی رحمت سے سیر و سیراب کر دیتے ۔

تقریب دوم دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے اور بیاناتِ سابقہ سے نتیجہ نکالئے کہ انسان شکم مادر سے تفصیلِ معارف سے جاہل پیدا ہوتا ہے۔ روح مجرد ہے عالم ہونی چاہئے۔ پردۂ جسمانی میں ظلمتِ مادی اس پر چھا جاتی ہے جہالت کو اکثر ضلالت یعنی گمراہی لازم ہوتی ہے اور فطری علم و معرفت پر کثافت جسمانی کا پردہ پڑ جاتا ہے صحبت۔ تقلید اور ہوائے نفسانی سے اسبابِ گمراہی میں ترقی ہوتی ہے معرفت تکلیفی و تشریعی بغیر علم کیونکر حاصل ہو کہ بے علم نتواں خدا را شناخت ۔ جہاں جہالت و ضلالت جمع ہو گیا اور ظلمت غالب گناہ لازمی ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص اپنے کو گنہگار محسوس کرتا ہے اور یہی اسباب ہیں جنکی وجہ سے ہم ایک معلم ربانی اور ایک ہادی دین کے محتاج ہیں اور چونکہ علم الٰہی بغیر تعلیم الٰہی ناممکن ہے اور خدا چاہتا ہے کہ اسکے بندوں کو

علمِ الٰہی اور اسکی معرفت حاصل ہو اور بندے اسکی عبادت کرکے کامل بنیں "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ"۔ جن و انس کو بس اسی لئے خلق کیا ہے کہ عبادت سے شانِ عبودیت میں کامل بنیں "وَالْعُبُوْدِیَّةُ جَوْهَرَةٌ کُنْهُهَا الرَّبُوْبِیَّةُ"۔ تو ضروری ہے کہ وہی فیاض و کریم اپنے لطف و کرم سے ہم گنہگاروں ہم جاہلوں کے لئے اسباب علم و معرفت و ہدایت مہیا فرمائے تو نجات ہو سکتی ہے اور ہم انسان کامل بن سکتے ہیں اور وہ ایسے پاک و پاکیزہ اور برگزیدہ بندے خلق کرکے بھیجے جو ان تمام نقائص و عیوب سے پاک ہوں اور مبرا و منزہ ہوں جنکی وجہ سے ہم جاہل و گمراہ اور گنہگار بنے ہیں۔ مختصر لفظوں میں یوں سمجھئے کہ ہماری اس تک رسائی نہیں ہماری چشم بصری و چشم قلبی اسکو نہیں دیکھ سکتی ہے اور عالمِ شہود میں ہم دیکھتے ہیں کہ آفتاب جب نصف النہار پر درخشاں ہو تو نگاہ نہیں ٹھیر سکتی اور اسکو نہیں دیکھ سکتی آنکھ خیرگی کرتی ہے لیکن اگر ایک ظرف میں پانی بھر کر یا ایک حوض یا تالاب وغیرہ میں اس کا عکس دیکھیں تو دکھائی دے جاتا ہے صاف نظر آتا ہے، بلکہ آنکھوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ روزانہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ نور آفتاب ہم آفتاب میں نہیں دیکھ سکتے مگر وہی نور جب چاند میں پرتو انداز ہوتا ہے تو ہم اسکو دیکھتے ہیں بلکہ آنکھوں میں اس سے بجائے خیرگی ٹھنڈک آتی ہے پس وہ نور احدیت کسی ایسی ہی ہستی میں خود ہی جلوہ نما ہو تو ہم پہچان سکیں اور روشنی لے سکیں پس چاہئے وہ اس میں

چاند کی طرح اپنا کوئی خلیفہ و جانشین بنا کر اور اپنے اوصاف کا مظہر بنا کر بھیجے تو ہم اسکو پہچانیں اور فیض پائیں اور وہ صور بشریہ ہی ہیں جنکا ہم ذکر کر رہے ہیں کہ ان میں وہ جلوہ دکھاتا ہے اور ان میں اسرار توحید ودلیعت کرکے بجائے اپنے بھیجتا ہے اور اسی کی زبان سے کسی شاعر نے اس مضمون کو کیا خوب ادا کیا ہے۔

چو آدم را فرستادیم بیروں
جمال خویش بر صحرا نہادیم

جب آدم کو ہم نے اپنے اوصاف کا نمونہ بنا کر اور اپنی توحید کا امانت دار کرکے بھیجدیا تو گویا ہم نے حجاب اٹھا دیا۔ اور اپنا جلوہ دکھا دیا اپنے جمال کو میدان میں کھول کر رکھدیا۔ اسی واسطے یہ خلیفہ خدا کہلاتے ہیں اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ فتدبر فیہ

پس ہم جاہل ہیں وہ مظاہر خدا عالم ہوں۔ ہم گمراہ ہیں وہ ہدایت یافتہ خدارسیدہ ہوں۔ ہم گنہگار ہیں تو وہ گناہوں سے پاک اور محفوظ اور معصوم ہوں۔ جاہل ہوکر جاہلوں کو نہیں پڑھا سکتے۔ گمراہ ہوکر راہ نہیں بتا سکتے۔ اور گنہگار ہوکر گنہگاروں کو نکوکاری کا سبق نہیں پڑھا سکتے ایسی صورت میں تو "او خویشتن گم است کرا رہبری کند" کا مصداق ہونگے "خفتہ را خفتہ کے کند بیدار"۔ اندھا اندھے کو کیونکر راستہ دکھلائے اور چونکہ ہم شکم مادر ہی سے ان اوصاف سے متصف پیدا ہوتے ہیں اور صدور شرور ضلالت کے اسباب ثلثہ (ہواجس طبیعہ۔ وساوس العادات و تقلید نوامیس

الامثال) اسی وقت ہمارے گردوپیش چاہیئے کہ وہ ہمارے معلم و ہادی ظلمتِ مادی سے عالم و ہدایت یافتہ وپاک و معصوم پیدا ہوں۔ اور چونکہ یہ ثابت ہوچکا ہے کہ یہ اوصاف ظلمت مادی کی وجہ سے آتے ہیں۔ لہذا لازمی ہوا کہ ہمارے معلمین و ہادی ہماری طرح اس ظلمت مادی میں گرفتار نہ ہوں بلکہ وہ نورانی ہستیاں ہوں۔ خدا نور ہے اور نور ہی نور کی طرف راہ نمائی کرسکتا ہے۔ خدا پاک ہے اور پاک ہی ہستی اس پاک ذات تک پہنچا سکتی ہے وہ علیم بالذات ہے عالم ہی اسکی طرف راہ نمائی کرسکتا ہے لھذا عام انسان ایک نورانی۔ عالم۔ ہادی اور معصوم معلم ربانی کے محتاج ہیں اور اسی وجہ سے سلسلہ ہادیانِ دین ہمیشہ دنیا میں جاری رہا ہے۔ قرآن پاک ان فطری براہین کی تائید کرتا ہے اور اسکی ایک ہی آیت کریمہ میں یہ سارے اصول جمع ہیں اور ہادی رحمانی و معلم ربانی کے یہی اوصاف بتلائے ہیں۔ جہاں فرماتا ہے "قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ"۔ بتحقیق کہ تمہارے پاس ازجانب خدا ایک نور مجسم و مکمل اور ایک کتاب روشن آئی ہے۔ نور وہ ہادی و معلم ہے اور علم کتاب اسکے سینے میں ہے۔ پس وہ نورانی نہیں بلکہ مجسم نور ہے ظلمت نہیں ہے۔ اور عالم کامل ہے۔ اسی کے ذریعہ و وسیلہ سے خدا سلامتی کے راستوں کی طرف ان لوگوں کی ہدایت کرتا ہے جو اسکی رضا

پر قائم ہیں اور اسکی رضا پر چلتے ہیں اور ان کو یہ نورانی معلم اور ہادی باذن خدا ظلمات مادی سے نکال کر نور معرفت روحانیت و ایمان میں لے جاتا ہے اور ان کو صراطِ مستقیم الہٰی کی ہدایت کرتا ہے خدا رسی کا صحیح اور حقیقی اور سیدھا راستہ دکھا دیتا ہے۔ یہ امور مسلمہ ہیں مشاہدیں ہیں عقل و نقل کے مطابق ہیں فطرت عالم اسکی شہادت دیتی ہے حقیقت انسانی انہیں کی مقتضی ہے پس جو دین اور جو مذہب ایسا معلم ربّانی ایسا ہادی نورانی اور ایسا ملہم ربّانی رکھتا ہے وہ دین و مذہب برحق ہے۔ جو مذہب و دین ایسے پیشوائے دین سے خالی ہو وہ مذہب باطل ہے (ہر کہ باشد) جو ایسے معلم الہٰی کے ساتھ ہے وہ راہ الہٰی پر ہے۔ جو ایسے کے قدم بقدم چلتا ہے وہ ہدایت یافتہ ہے جس نے ایسے معلم سے تعلیم پائی ہے وہ صاحب معرفت ہے۔ جو اسکی بتلائی ہوئی عبادت کے موافق خدا کی پرستش کرتا ہے۔ وہ سچا عبادت گذار ہے اور اسکی عبادت مقبول ہے اور یہی وسیلہ نجات ہے۔ اسی کی خلق کو فطری تلاش ہے۔ اسی کے ماننے اور نہ ماننے سے اختلاف پیدا ہوئے ہیں اسی کے ماننے نہ ماننے میں حق و باطل کا راز ہے ورنہ خدا کے ماننے میں تو سب ہی دعویٰ کرتے ہیں۔ سب ہی مانتے ہیں۔ اور اگر اعتقادات اہل مذاہب پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اکثر و بیشتر علماء مذاہب ہادی برحق کے لئے انہیں اوصاف کے قائل ہیں خصوصاً دو وصف تعلیم الہٰی اور عصمت یعنی گناہوں سے بالکل پاک

ہونا ہر ایک یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ اس کا ہادی دین خدا کا پڑھایا ہوا تھا۔ صاحب الہام تھا اور سب گناہوں اور خطاؤں سے پاک تھا۔ اور حقیقۃً جو شخص ہادی دین سے ان اوصاف کا انکار کرے وہ دراصل اس ہادی کی ہدایت اسکی نبوت ورسالت کا منکر ہے اگرچہ زبان سے اس کا اقرار کرتا ہو۔ کیونکہ ایسا کہنے سے وہ اسکو عوام الناس میں داخل کرتا ہے اور عوام الناس ان ہی اوصاف کی وجہ سے ہادی کی ہدایت اور معلم کی تعلیم اور ایک خدا رسیدہ نورانی بندے کی روشنی کے محتاج ہیں اور جب ہادی بھی خود انہیں جیسا ہوا تو وہ خود محتاج ہدایت ہوا وہ ہادی نہیں بلکہ طالب ہدایت ہوگا اَفَمَنۡ يَّهۡدِىۡۤ اِلَى الۡحَـقِّ اَحَقُّ اَنۡ يُّتَّبَعَ اَمَّنۡ لَّا يَهِدِّىۡۤ اِلَّاۤ اَنۡ يُّهۡدٰى‌ۚ فَمَا لَـكُمۡ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ‏۔ کیا وہ شخص پیروی اور تقلید کا مستحق ہے جو راہ حق دکھاتا ہے یا وہ شخص جو خود راہ نہیں پاتا خود ہدایت یافتہ نہیں جب تک کہ کوئی دوسرا اسکی راہ نمائی نہ کرے پس تمہاری کیا رائے ہے؟ یہ کیسا فیصلہ کرتے ہو؟ اور خلاف عقل وخلاف شرع وخلاف فطرت حکم کرتے ہو یہ ثابت ہو چکا ہے کہ معلم الہی امین توحید وخزینہ دار اسرار معارف حقہ ہوتا ہے اور گنہگار خائن ہے خواہ چھوٹا گناہ کرے یا بڑا۔ خدا کا نافرمان ہے اور ان باتوں میں متبع شیطان ہے۔ کیونکہ گناہ کی طرف وہ مائل کرتا ہے اور دعوت دیتا ہے اور خائن شخص کو کوئی امین نہیں بناتا پس کیونکر ممکن ہے کہ خدا ایسے خائن ونافرمان معصیت کار کو اپنے اسرار توحید و

علوم معارف کا امین بنا کر بھیجے۔ اور کیونکر لوگوں کو اطمینان ہو سکتا ہے کہ جو شخص معمولی معمولی باتوں میں خدا کی نافرمانی کرتا ہے وہ بڑی باتوں میں خلاف نہ کرے گا۔ نیز اس ہادی دین کی اطاعت و پیروی دوسرے تمام لوگوں یعنی قوم و امت پر واجب ہے "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" اطاعت کرو اللہ کی اور اسکے رسول کی۔ پس اگر اس سے گناہ بھی صادر ہوں تو اس حکم عمومی کی وجہ سے ان گناہوں میں بھی پیروی واجب ہوگی کیونکہ یہ گناہ سنت رسول ہونگے حالانکہ گناہ منہی عنہ اور ممنوع ہیں پس طاعت و معصیت ایک جگہ جمع ہونگی اجتماع ضدین لازم آئے گا بلکہ کوئی گناہ گناہ ہی نہ معلوم ہوگا۔ کیونکہ گناہ وہ ہی ہے جسکو رسول نہ کرے اور روکے اور کار ثواب وہ ہے جس کو رسول کرے اور حکم دے پس جن گناہوں کا رسول اور ہادی مرتکب ہوگا وہ گناہ نہیں بلکہ کار ثواب سمجھے جائیں گے۔ گنہگار کا ٹھکانا جہنم ہے "ھُمُ الْکَفَرَۃُ الْفَجَرَۃُ" اہل جہنم کافر اور فاجر گنہگار ہیں اور جو جس کی پیروی کرتا ہے وہ اسکے ساتھ ہے پس گنہگار ہادیوں کی امت بھی جہنم میں جائیگی۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اہل بصیرت اور اہل معرفت کی نظر میں ہدایت اور معصیت جمع ہی نہیں ہو سکتی ہیں اور معصیت کار کو ہادی کہنے کے کوئی معنی ہی نہیں ہے الا یہ کہ "فَاھْدُوْھُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ" کے مفہوم میں لیا جائے یعنی جہنم کی راہ دکھلانے والے "وَجَعَلْنَاھُمْ اَئِمَّۃً یَّدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ" اور ایسے بھی پیشوایان کفر بنائے گئے

ہیں جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔

وبرعکس نہند نام زنگی کافور

جو مذہب اپنے پیشواؤں کو گنہگار کہتا ہے وہ باطل محض ہے اور اسکو اپنی نجات کی ہرگز امید نہ رکھنی چاہیئے وہ دراصل سچے ہادیان دین کا منکر ہے۔ ہادی اور پیشوائے دین سے عصمت کی نفی اسکی نبوت و رسالت و امامت کی نفی ہے۔ کیونکہ جس طرح نبوت توحید کی لازم بیّن ہے عصمت لازم بیّن نبوت ہے۔ بلکہ محققین کاملین و حکماء متالہین کا تو یہ مقولہ ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ نبی کو ہماری طرح سہو و نسیان ہوتا ہے وہ منکر نبوت ہے اور یہ بلاشبہ صحیح ہے اس کا ملہم اور معلم ربانی ہونا اسکے منافی ہے۔ امانت دار توحید کبھی سہو و نسیان کی صفت سے متصف نہیں ہو سکتا۔ کامل انسان وہ ہے جس میں اپنے معبود کے اوصاف کا عکس نظر آئے اور امانت دار توحید انسان کامل اور مظہر خدا ہوتا ہے اور خدا سہو و نسیان سے پاک ہوتا ہے پس ایسا انسان کامل امین توحید کبھی سہو و نسیان اور بھول چوک کی صفت سے متصف نہیں ہو سکتا۔ بہرحال ایسے معلم ربانی کی تعلیم دین برحق ہے اور ایسے ہی دین کا نام دین اسلام اور دین اللہ ہے اور یہی ہمارے دین کی تعلیم ہے اور یہی ہمارے پیغمبر دین کے اوصاف کاملہ ہیں۔ یہی اوصاف ایک سچے ہادی کی شناخت کا معیار اور اسکی کسوٹی ہیں اور ان سے اہل انصاف انکار نہیں کر سکتے۔ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ محمدؐ عربی یتیم

عبد اللہ نے کسی فرد بشر سے تعلیم نہ پائی تھی اور اسلئے اُمّی لقب مشہور تھا۔ کسی کے سامنے زانوا دب طے نہ کیا تھا۔ اپنے اور پرائے سب جانتے ہیں اور تاریخ اسکی بھی شہادت دیتی ہے کہ کوئی علم نہیں ہے جو پیغمبر اسلام نے نہ پڑھایا ہو۔ علم و حکمت کے دریا بہا دیئے معاد و معاش کے کل اصول تعلیم دیئے وہ خزانۂ علوم و معارف و مخزن اسرار الٰہی اور امین توحید و مظہر وحدانیت تھا اس میں خدا کے جمال و جلال نظر آتا تھا اس میں جلوۂ حق دکھائی دیتا تھا۔ اور اسی لئے اس نے فرمایا ہے "مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ" جس نے مجھ کو دیکھ لیا اس نے حق کا جلوہ دیکھ لیا اور یہی وجہ تھی کہ چند سال میں ایک ایسے جاہل اور گمراہ ملک کو عالم اور دیندار اور مہذب اور متمدن بنا دیا جو ہزاروں برس سے اس نعمت سے محروم چلا آرہا تھا۔ اسکی تعلیم کے مقابلہ میں تمام تعلیمات سابقہ پست ہوگئیں اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ ضرور خدا کا پڑھایا ہوا تھا برگزیدہ بندہ تھا اور اس کا عالم پیدا ہونا اور بچپن سے آثار علوم کا ظاہر ہونا معرفت خدا کا پایا جانا بلکہ طفلی میں کار ہدایت کرنا اور اس سن میں بچوں کو راستے میں کھیلتے ہوئے دیکھکر اور کھیل کی دعوت پر نہایت پُر مغز الفاظ میں موعظہ فرمانا اور یہ کہنا کہ "اے لڑکو ہم کھیلنے کے لئے خلق نہیں کئے گئے ہیں"۔ دلیل ہے کہ وہ ہماری طرح مادی ظلماتی نہ تھا بلکہ بشر روحانی و نورانی تھا وہ ہدایت یافتہ تھا اور بچپن سے کوئی گناہ نہ کیا تھا کبھی شرک و

کفر میں مبتلا نہ ہوا تھا ورنہ بعد اظہار ہدایت ضرور تھا اور فطرت انسانی اسکی شہادت دیتی ہے کہ مخالفین کہتے اور اعتراض کرتے کہ اے محمدؐ کل تک تو تم بت پرست تھے۔ گناہ کرتے تھے۔ جھوٹ بولتے تھے۔ آج ہادی دین بنتے ہو۔ ہمیں توحید کا سبق پڑھاتے ہو۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ اسکے سامنے یہ حرف زبان سے نکالے۔ دشمن اور اسکے قتل کا ارادہ رکھنے والے بھی اسکو صادق آمین کا خطاب دیتے تھے۔ پس یہ پیغمبر برحق نورانی ہدایت یافتہ۔ عالم معصوم۔ گناہوں سے پاک تھا۔ اور یہی سچے ہادی کی نشانیاں ہیں اور جس ہادی دین میں بھی یہ نشانیاں پائی جائیں گی وہ ہادی برحق اور سچا نبی یا پیغمبر یا امام خلق و پیشوائے دین ہے اور جو ان اوصاف سے خالی ہو وہ سچا مدعی نبوت نہیں ہوسکتا وہ سچا ہادی نہیں کہلا سکتا وہ سچا پیشوائے دین نہیں بن سکتا اور بلاشبہ دنیا میں بہت سے ایسے ہادی برحق گذرے ہیں جو ان اوصاف سے متصف تھے جو ہادی دین۔ فرستادہ خدا معلّم ربانی اور صاحب وحی والہام رحمانی کے لیے ضروری ہیں اور جو صداقت کا اولین معیار ہیں۔ یہ اصل ہے اور باقی اور جزئیات و فروعات ہیں ایسے ہادیوں کی تعلیم میں تعظیم امراللہ اور شفقت علی خلق اللہ کے اصول بدرجہ اتم واکمل موجود ہونگے ان کی تعلیم میں معرفتِ خدا کامل ہوگی انکی تعلیم میں عبادت حقیقی کا نمونہ ہوگا بلکہ وہ مجسم معرفت اور عبادت اور عبودیت کا مثالیہ اور مظہر خدا ہونگے خواہ کسی ملک اور قوم میں ہوں اور اگر اوتار کے بھی یہی معنی ہیں

تو میں ایسے مظہرِ خدا کو اوتار خدا کہنے کو تیار ہوں اور ہر ایک ذی عقل کو اس اصطلاح کے موافق اسکو خدا کا برگزیدہ اوتار ماننا چاہئے۔ نہ صرف دھرم اوتار بلکہ پرمیشور اوتار کہنا چاہئے۔ پس یہی سچے پیغمبر یہی ہادی دین اور یہی وسیلہ نجات ہیں "فَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ" ایسے سچے ہادیانِ دین کی پیروی کرو کہ اسی میں نجات ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اے خدا کی ہستی کو ماننے والو اور اس پر ایمان رکھنے والو خدا سے ڈرو اور اسکی طرف کوئی وسیلہ اختیار کرو اور اسکی راہ میں سعی اور کوشش کرو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے اور تمہیں نجات نصیب ہو گی (انشاءاللہ تعالیٰ)

ہادیانِ دین کی نشانیاں

یہ سچے معلم ربانی اور ہادی خلق اور پیشوائے دین کے لئے خاص اوصاف ہیں جو مذکور ہوئے۔ اور اسکے علاوہ اپنے ساتھ کچھ اور ایسی نشانیاں رکھتا ہے جن سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بیشک وہ خدا کا فرستادہ ہے خدا کا برگزیدہ ہے۔ صاحب الہام ہے معلم ربانی ہے اور ان اوصاف کا جامع ہے جو ایک سچے ہادی کے لئے ضروری ثابت کئے گئے ہیں۔ اس پر خدا کی خاص توجہ اور عنایت ہے۔ اسکو خدا سے خاص تعلق ہے اور ان نشانیوں کو عربی میں آیات یا معجزات کہتے ہیں اور یہ درحقیقت انہیں اوصاف کاملہ کے نتائج و آثار

ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ ولذا قال تبارك وتعالیٰ وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ "ہمیں کون امر مانع ہے کہ اپنے رسولوں کو اپنی خاص نشانیوں کے ساتھ بھیجیں وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا اور ہم نہیں بھیجتے انکو اپنی آیات اور نشانیوں کے ساتھ مگر اس لئے کہ لوگ ان سے خوف کھائیں اور انکو جھٹلانے اور انکار کرنے اور مقابلہ کرنے سے احتراز کریں ولقد اٰتینا موسیٰ تسع اٰیات اور بے شک ہم نے موسیٰ کو نو نشان صداقت دیئے تھے وغیرہ یہ غیر معمولی کام اسکے مؤید من اللہ و ہادی من اللہ ہونے کی علامت ہوتے ہیں وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَا اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ۔ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَا اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ۔ اور سوائے اسکے نہیں ہے کہ ہماری آیات کا انکار صرف ظالم اور کافر ہی کرتے ہیں وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ اور زمین میں اہل یقین کے لئے ہماری بہت سی نشانیاں موجود ہیں یہ نشانیاں محال سے کوئی تعلق نہیں رکھتی ہیں بلکہ حقیقۃً انکی کامل روح کا تصرف ہیں اور انہیں تین صفتوں کا اثر یعنی نورانیت علم لدنی اور عصمت اور اسی تائید الٰہی و عنایت الٰہی سے وہ کام کرتے ہیں جو ہم نہیں کر سکتے اور ہمیں عادۃً ناممکن سے معلوم ہوتے ہیں نطق انسانی کی صفت ذاتی ہے اور حکماء کے نزدیک جو چیز ممکن ہے وہ ہر وقت ممکن ہے پس پیدا ہوتے ہی بچے کا بولنے لگنا اور باتیں کرنا ممکن ہے محال نہیں۔ مگر عادت یہ نہیں

اس لئے حضرت عیسیٰؑ یا ہمارے پیغمبر اور پیشوایان دین کا پیدا ہوتے ہی باتیں کرنا معجزہ اور خرق عادت کہلاتا ہے اور جب روح کی نورانیت اور عام مادی اشیاء کی کثافت کو سمجھ لوگے تو یقین کر لوگے کہ یہ خلاف عقل بات نہیں ہے۔ صرف ایک غیر معمولی بات ہے۔ سچے ہادیان کا سلسلہ دنیا میں ہمیشہ قائم رہا ہے اور کبھی ان سے زمین خالی نہیں رہی خواہ نبی ہوں یا ان کے وصی اور عقلاً اس کا قائم رہنا ضروری ہے اور چونکہ یہ سب فرستادہ خدا ہوتے ہیں۔ ہر ایک لاحق اپنے سابق کی تصدیق کرتا رہا ہے اور اپنے بعد آنے والے کی خبر دیتا رہا ہے۔ اور سچا ہادی دین کبھی دوسرے ہادیان دین کی تکذیب نہ کریگا اور ہرگز انکی نشانیوں کا انکار نہ کرے گا۔ اگر ایسا کرے تو وہ ظالم خود ہادی برحق نہیں جھوٹا مدعی ہے۔

سچّوں کو جھوٹا کہنے والا خود جھوٹا ہے

وہ لوگ جو ہادی دین ہونے کے مدعی ہوکر دوسرے ہادیانِ دین کو جھٹلاتے ہیں اور انکے عیوب تراشنے میں اپنی کوشش صرف کرتے ہیں اور انکی صداقت و نشانیوں کی تکذیب کرتے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں وہ کاذب اور مفتری ہیں وہ چونکہ خود ان اوصاف سے عاری ہیں ان کے پاس سوائے اسکے کچھ اور ہے ہی نہیں کہ دوسروں کے عیب نکالیں اور اپنے مریدوں کو خوش کریں۔ اگر ان میں واقعی صداقت اور خوبیاں ہوتیں اور وہ اسرار توحید

کے امانت دار ہوتے تو ان کو ان اسرار اور ان خوبیوں کا بیان دوسروں کے عیب نکالنے سے مانع ہوتا اور عقل یہی حکم دیتی ہے کہ ایک اچھا اپنی اچھائی سے جتنا اثر ڈال سکتا ہے دوسروں کی برائی بیان کر کے نہیں ڈال سکتا۔ صداقت شعاری بہترین وصف ہے ایسا شخص خدا پر افترا کرتا ہے "فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْجَاءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ وَالَّذِيْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ لَهُمْ مَا يَشَاءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ" (زمر ۲۴) اس سے بڑھکر گنہگار اور ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ بولے اور جب اس کے پاس سچائی آتی ہے تو اسکی تکذیب کرتا ہے۔ کیا ایسے منکروں کی جگہ جہنم میں نہیں ہے؟ اور وہ لوگ جو سچائی لاتے ہیں۔ سچ بولتے ہیں اور سچائی اور سچوں کی تصدیق کرتے ہیں وہ ہی پرہیزگار نجات یافتہ لوگ ہیں اور ان کے لئے ان کے خدا کے پاس سے وہ نعمتیں ہیں جو وہ چاہے اور اسی واسطے ہم کل ہادیان دین پیغامبران الہٰی کی تعظیم کرتے ہیں اور سب پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ اپنے اپنے زمانہ میں سب برحق تھے اور اس زمانہ میں انکی تعلیم حسب مصلحت زمانہ کافی اور کامل تھی۔ "لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ" ہم اسکے فرستادگان میں تفریق نہیں کرتے کہ بعض کو مانیں اور بعض کا انکار کریں جو ان اوصاف مذکورہ سے متصف تھے اور سچائی کے نشانات ساتھ رکھتے تھے وہ

سب اپنے اپنے وقت میں سچے ہادیانِ دین تھے وَاِنْ مِنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ ہر ایک امت میں کوئی نہ کوئی ہادی دین نیکی کی راہ دکھانے والا اور برائی کے بُرے نتیجوں سے ڈرانے والا ضرور گذرا ہے "وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا"۔ اور ہم ان کو سزا دینے والے نہیں جب تک ان میں اپنا رسول نہ بھیجدیں اور اپنا پیغام نہ پہنچا دیں اور اپنا قانون نہ سنا دیں۔ اے لوگو ہم نے تم میں اپنا رسول بھیجا ہے جبکہ کوئی رسول موجود نہ تھا (صرف اوصیاء تھے) تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر نہ آیا تھا۔ بیشک تمہارے پاس پیغمبر بشیر و نذیر آ گیا ہے "وَکُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ"۔ یہ سب کے سب ہادی دین و معلمانِ توحید سچے اور نیک بندے تھے (انعام)

سرشتِ انسان اور درجاتِ تعلیم

یہ مسلم ہے اور فطرتِ انسانی شہادت دیتی ہے کہ بچہ جب چھ سات سال کا ہوتا ہے تو اس میں اس تعلیم کی قابلیت نہیں ہوتی جو بارہ سال کے لڑکے کو دی جا سکتی ہے اور جب ۱۲ سال کا ہوتا ہے تو اس میں اُس تعلیم کی استعداد نہیں ہوتی جو ۱۶ سال کے لڑکے کو دی جا سکتی ہے اور جب سولہ سال کا ہوتا ہے تو اس میں ۲۰ سال والے لڑکے کی قوت نہیں ہوتی ہے جوں جوں استعداد تعلیم بڑھتی جاتی ہے تعلیم کا درجہ بھی بڑھتا جاتا ہے

اسی طرح نوع انسانی بحیثیتِ مجموعی قوی۔ استعدادات اور قابلیتوں میں ترقی کرتی جاتی ہے۔ ابتدائے خلقت میں اس میں اس تعلیم کی قابلیت نہیں ہو سکتی جو بعد نشوونمائے نوعی ہوگی۔ پس ہر زمانہ میں معلمان تعلیم الٰہی حسب استعداد قوم ہوتی ہے اور درجہ بدرجہ بڑھتی جاتی ہے۔ اور اسی لئے اب سے تین ہزار یا پانچ ہزار برس پہلے جو تعلیم کسی قوم کو دیگئی ہوگی وہ ضرور موافق قانون قدرت بہت ابتدائی تعلیم ہوگی اور اس قوم کی مثال ابتدائی جماعت کے طلبہ کی۔ اور تعلیم کامل وہاں ہوگی جہاں نوع انسانی اپنے کمال نشوونما کو پہنچ جائے۔ اسی واسطے جب کامل معلم آجاتا ہے تو سابقہ تعلیمات منسوخ ہوجاتی ہیں کہ ان کا وقت نکل گیا۔ اور ایم اے کلاس میں فرسٹ مڈل کی کتابیں بیکار ہوجاتی ہیں اگرچہ وہ اس کلاس میں اسوقت کامل تھیں پس آخری پیغمبر کی تعلیم سابقین سے کامل تر ہوتی ہے جو لوگ اس سابقہ اور ابتدائی تعلیم پر کاربند رہیں ان کی مثال ان طلبہ کی سی ہے جو ایم۔ اے میں پہنچکر بھی فرسٹ مڈل کا کورس رٹتے رہیں اور کبھی آگے نہ بڑھیں۔ اسی طرح اگر ایک طفل نوآموز کو منتہائی درجہ کی تعلیم دی جائے تو یہ خلاف فطرت ہوگی اور اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچیگا اور وہ ہرگز اس کو نہ سمجھ سکیگا۔ پس تعلیم میں دونوں باتوں کا لحاظ ضروری ہے۔ اس بیان سے شریعتوں کے منسوخ ہونے کا راز معلوم ہوجاتا ہے۔ اہل عقل و بصیرت اس میں غور کریں۔ مگر اس نسخ سے یہ مطلب نہیں کہ اصول دین بدل جاتے ہیں بلکہ سابقہ اصول

دین کی آگے چل کر تکمیل و تفصیل ہوجاتی ہے اور تغیر صرف وقتی اور زمانی ضروریات و فروعات میں ہوتا ہے اور یہاں اس سے زیادہ اسکی تفصیل کا موقع نہیں۔

تنویر قلوب و تصقیل نفوس اور حقانیت کا راز

قلوب انسانی یا نفوس انسانی کی مثال اہل معرفت اور اہل تحقیق کے نزدیک مثل آئینہ ہے کہ اگر اسکو صاف نہ کیا جائے تو زنگ آلودہ یا غبار آلودہ ہوکر رفتہ رفتہ بیکار ہوجاتا ہے اور پھر اسمیں کوئی عکس درست نظر نہیں آتا۔ اسی واسطے خداوند عالم وقتاً فوقتاً قلوب انسانی کے تصفیہ اور تزکیہ کے لئے یہ روحانی و نورانی صیقل گر بھیجتا رہتا ہے تاکہ ان پر سے غفلت و جہالت کی گرد و غبار کو دور کر کے روشن کریں یُخۡرِجُهُمۡ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ۔ پس جس قوم نے ہزارہا برس سے کسی ہادی دین اور معلم توحید کی نورانی شعاعوں سے روشنی نہ لی ہو اور ان میں کوئی ایسا اونار نہ آیا ہو۔ اور وہ ہزاروں برس کی پرانی تعلیم پر باقی ہوں ان میں اب توحید کا رنگ کہاں نظر آسکتا ہے کہیں کہیں نظر بھی آئیگا تو نہایت دھندلا۔ بخلاف ان دلوں کے جنھوں نے چند ہزار سال میں ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) معلمان توحید اور انکے ہی ان کے اوصیاء اور جانشینوں کی نورانی تعلیم سے روشنی پائی ہو اور اس صورت میں اگر وہ کہیں کہ "توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے" تو بالکل بجا

ہے۔ خصوصاً جبکہ انہوں نے آخری ہادی کی تعلیم سے پورا فیض پایا ہو۔ اور پا رہے ہوں۔ یہاں تک یہ ثابت ہوا کہ وسیلہ نجات وہ معرفت و عبادت خدا ہے جو شان توحید میں نمایاں ہو اور اسکی تعلیم کے لئے معلمین ربّانی اور ہادیان دین کی ضرورت ہے۔ دین کی صحیح تعلیم وہ ہادیان دین ہی دیسکتے ہیں جو معلم ربانی اور ملہم رحمانی ہوں اور ان کے اوصاف خاصہ یہ ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ ایس

وسیلہ نجات یہی ہستیاں ہیں انہیں سے خدارسی کا راستہ ملتا ہے اور اب ہمیں صرف چند باتیں اور کہنی ہیں۔ اور وہ وہ ہیں جو ہم سے خصوصیت رکھتی ہیں۔ **چونکہ** یہ ہادیان دین خدا کی طرف سے معلم ہوتے ہیں اس لئے اصطلاح قرآنی (کتاب اسلام) میں خلیفہ خدا کہلاتے ہیں اور چونکہ خدا کی طرف سے خبر دینے والے اور سب پر بلند مرتبہ ہوتے ہیں نبی کہلاتے ہیں اور جب کسی خاص قوم کی ہدایت پر مامور ہوتے ہیں تو رسول یا پیغمبر کہلاتے ہیں اور جب عملاً و علماً پیشرو و پیشوائے قوم و ملت بنائے جاتے ہیں تو امام کہلاتے ہیں۔ اور اصل مقصود ہدایت ہے پس دنیا کبھی ہادی دین سے جو معلم ربانی ہو خالی نہیں ہوسکتی "اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ" قرآن پاک کی تعلیم ہے کہ اے محمدؐ عربی تو پیغمبر بشیر و نذیر ہے لوگوں کو برائیوں کے بُرے نتائج سے ڈراتا ہے اور نیکوں کو انکی نیکیوں کی بشارت دیتا ہے اور ہر ایک قوم کے لئے ایک ہادی

ہوتا ہے۔ ہر ملت کے لئے ایک ہادی کی ضرورت ہے نوع انسانی کبھی ہادی دین و معلم ربانی اور ملہم رحمانی سے خالی نہیں رہ سکتی اور ہمیشہ سلسلہ یہی رہا ہے یا نبی موجود ہو یا اس کا جانشین ورنہ بندگانِ خدا پر حجت خدا تمام نہ ہوگی اور انکو عذر باقی رہ جائے گا کہ ہمارا کوئی معلم نہ تھا۔

ختم وحی تشریعی و تدوین قانونِ شریعت

اِس کا راز یہ ہے کہ ہر موجود موجوداتِ عالم میں سے ترقی کی ایک خاص حد رکھتا ہے خواہ ترقی طولی ہو یا عرضی۔ افراد انسانی میں یہ امر مشاہد و محسوس ہے کہ انسان ایک عمر خاص تک طولاً نشو و نما پاتا ہے مثلاً پچیس برس کے بعد اس کا قد طول میں نہیں بڑھیگا۔ اعضاء موٹے۔ چوڑے۔ چکلے ہوتے جائیں گے اور پینتیس برس یا چالیس برس کے بعد یہ عرض نشو و نمو بھی ختم ہو جائے گا۔ اور حکماء کہتے ہیں کہ جو بات افراد میں پائی جاتی ہے وہ ہی اس حیثیت سے نوع میں بحیثیت مجموعی بھی پائی جائے گی پس ضرور بالضرور نوع انسانی ترقی طولی کی ایک حد خاص ہوگی اُس سے آگے نہ بڑھ سکے گی۔ اس کا ایک وقت معین ہوگا اور جب نوع کی طولی ترقی ختم ہو جائے گی تو نبوات میں بھی طولی ترقی ختم ہو جائے گی اور ایک وقت پر جا کر نصاب تعلیم مکمل ہو کر تمام ہو جائے گا اس کے بعد نیا قانون نہ آئیگا۔ نئی شریعت نہ

نہ ہوگی۔ اور وحی تشریعی کے ختم ہونے سے نبوت و رسالت بھی ختم ہو جائیگی مگر تعلیم کی ضرورت باقی رہے گی اور ایک زمانہ خاص تک عرضی ترقی موجود۔

اور جس معلم الٰہی پر نبوت ختم ہوگی تو قیامت تک اسی کا دین اور اسی کی شریعت اور اسی کا حکم ہوگا لہٰذا اس کے بعد جو معلمان توحید ہوں گے وہ نئے قانون کے معلم نہ ہوں گے بلکہ اسی معلم کامل کی تعلیم کی تبلیغ کرینگے اور اس لئے اب ہدایت اسکے جانشینوں اور خلفا میں قیامت تک منحصر ہو جائیگی اور بلحاظ ترقی عرضی ایک عدد خاص پر اس کا خاتمہ ہوگا۔ یہی راز ہے جو ہمارے قرآن پاک نے فرمایا ہے وَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ محمدؐ (عربی) تم میں سے کسی کا باپ نہیں ہے لکن وہ خدا کا رسول اور خاتم النبیین ہے اور اللہ ہر ایک شئے کا عالم ہے۔ وَقَالَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ۔ اور اللہ نے وعدہ کر لیا ہے جو تم میں سے ایمان لاتے ہیں اور کل اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں کبھی کوئی عمل ترک نہیں کیا اور کبھی کوئی گناہ نہیں کیا وہ انکو زمین میں ویسا ہی معلم توحید۔ امانت دار توحید اور اپنا جانشین بنائے گا جیسا کہ اس نے اُن سے پہلے یہ سلسلہ جاری رکھا ہے۔

یعنی نبوت ختم ہے مگر سلسلہ ہدایت تعلیم و تبلیغ خلفاء محمدی میں جاری ہے۔ پس بعد ختم نبوت دعوائے نبوت اصول مسلمہ اسلامی کی رو سے قطعاً باطل ہے۔ جو بعد رسول دعویٰ نبوت کرے وہ بعد رسول اس سلسلہ خلافت کا منکر اور جھوٹا مدعی ہے اگر بعد رسول اللہ نبوت ہوتی تو سلسلہ خلفاء قیامت تک قائم نہ ہوتا حالانکہ صریح حکم قرآنی ہے اور اس باب میں احادیث بکثرت ہیں کہ دین اسلام قیامت تک معزز رہے گا تا اینکہ اس میں بارہ جانشین نہ گذریں۔ کما فی صحیح المسلم۔ فتامل فیہ۔ پس نبی اسلام کے چلے جانے کے بعد بھی ایسے ہی ہادی دین کی فطری ضرورت باقی ہے۔ جو بعینہٖ انہیں اوصاف سے متصف ہو جو نبی کے لئے مذکور ہوئے۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ ہرگز خدا کی طرف سے ہادی نہیں کہلا سکتا۔ ہرگز وہ حقیقی معلم توحید نہیں ہو سکتا ہرگز وہ معرفت و عبادت خدا کا مثالیہ نہیں بن سکتا۔ کبھی اسکی پیروی پر نجات کا یقین نہیں ہو سکتا۔ چاہیئے کہ بعد رسول بھی ہادی دین فوقانی ہو نورانی ہو۔ عالم علم الٰہی ہو۔ ہدایت یافتہ پیدا ہوا ہو اور مثل رسول جملہ گناہوں سے پاک اور معصوم ہو کیونکہ علت ایک ہے ضرورت ایک ہے لہٰذا نبوت کے سوا دیگر اوصاف ہدایت اس میں سب ہونے چاہئیں۔ بعد رسول اہل اسلام کے بہت سے فرقے ہوئے ان فرقوں میں سے ہر ایک خدا رسیدہ اور نجات پانے والا نہیں ہو سکتا وسیلہ نجات بہ معلّم ربانی ہے اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ

عَلٰی رَبِّکَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا (مریم) تم میں سے ہر ایک شخص کنارہ جہنم پروارد ہوگا پھر وہاں سے ہم صرف ان لوگوں کو نجات دیں گے جو اہل تقویٰ ہیں اور باقی گنہگار وظالمین کو اسی میں پڑا چھوڑ دینگے اور یہیں سے رسول اسلام نے فرمایا ہے کہ میرے بعد میری امت تہتر فرقوں میں متفرق ہوجائیگی ان میں سے صرف ایک نجات پائیگا اور باقی نجات سے محروم ہوجائیں گے۔ اور مسلم ہے کہ نجات اسکے لئے ہے جس نے وسیلہ نجات کی پیروی کرلی ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ حقیقی معرفت اس کو حاصل ہوسکتی ہے جو یہ وسیلہ رکھتا ہے سچی عبادت اسی کی ہے جو اسکی پیروی کرتا ہے۔ نیک وہ ہے جو گناہوں سے پاک ہستیوں کے فیض سے مستفیض ہے۔ سچا وہ ہے جو سچے ہادیانِ دین کے ساتھ ہے حقیقی علم الٰہی وعلم کتاب اللہ اسکے پاس ہے جو معلمین ربانی کا دامن پکڑے ہوئے ہو۔ خدارسیدہ وہ ہوسکتا ہے جو خدا رسیدگان کی اقتدا کرتا ہے سچی توحید وہ رکھتا ہے جس نے ان سے درس لیا جو مکتب توحید کے تعلیم یافتہ ہیں اور اسی واسطے یہ برگزیدگان الٰہی فرماتے ہیں بنا عرف اللہ وبنا عبد اللہ ہم ہی سے خدا پہچانا گیا اور ہمارے ہی وسیلہ سے اسکی صحیح عبادت کی گئی وقال علی علیہ السلام معرفتی بالنورانیة معرفة اللہ الخ ہماری معرفتِ نورانی حاصل کرنا معرفت خدا ہے

اگر ہم نہ ہوتے تو خدا نہ پہچانا جاتا اور اسکی صحیح عبادت کا طریقہ ان ظلمانی بندوں کو معلوم نہ ہو سکتا۔ ہمارا روئے خطاب کسی دین اور مذہب سے نہیں ہے جس دین اور جس مذہب میں بھی یہ حقیقت موجود ہوگی اس میں سچائی اور حقانیت ہوگی خواہ کوئی ہو اور کہیں ہو ہاں ہر ایک ذی فہم و ذی عقل کا فرض ہے کہ اس وسیلہ نجات کی تلاش کرے اسکی شناخت کرے۔ انکو معلوم کرے اور ان سے درس توحید لے " وَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ "، قرآن پاک میں تعلیم ربانی ہے کہ میرے ان بندوں کو نجات کی خوشخبری سنا وو جو بات کو غور سے سنتے ہیں اور سب سے اور بہتر بات کی پیروی کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے اپنی راہ دکھا دی ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کو اہل عقل کہا جا سکتا ہے جن میں جوہر عقل اور ان کا لب لباب موجود ہے وَالْحَقُّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ ۔ سچی بات اسی کی مستحق ہے کہ اسکی پیروی کی جائے اور اسکو مانا جائے۔ یہ ہمارا دین ہے یہ ہمارے اسلام کی تعلیم ہے اور یہ پیغمبر عربی کی تبلیغ ہے یہ ہمارے مذہبی اصول ہیں یہ ہمارے پیشوایانِ دین ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کی ہدایات ہیں۔ اسی پر ہم پیدا ہوئے ہیں۔ اسی پر ہم زندہ ہیں۔ اسی پر انشاءاللہ مرینگے۔ اور اسی پر اٹھیں گے عَلَيْهِ خُلِقْتُ وَعَلَيْهِ عِشْتُ وَعَلَيْهِ اَمُوْتُ وَعَلَيْهِ اُبْعَثُ حَيًّا۔ وَمَنْ يَّتَّبِع

غَیْرَ الاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ اس دین اسلام اور دین اللہ کے سوا جو کوئی اور دین اختیار کرے گا وہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا وہ آخرت میں خسرہ اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

وَالسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ والحمد للہ رب العالمین وسلام علی المرسلین۔

تمت بالخیر

جون سنہ ۱۹۲۶ء

[illegible]

[illegible]

26 / 11

مختصر فہرست کتب موجودہ امامیہ کتبخانہ لاہور

فلسفہ شہادت — از تصنیف میر سجاد حسین صاحب مرحوم جسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سید الشہداء نے کیوں شہادت اختیار کی۔ اس سے اسلام کو کیا فائدہ پہنچا اسکے اعوام وانصار نے کیا کیا کام کئے۔

قیمت ۴ ر

دلچسپ مکالمہ — میں مولانا سید الطاف حسین صاحب حالی اور سید سجاد حسین صاحب نے مناظرہ کی اہمیت۔ فریقین کے اختلافات اور شیعوں کا برسرحق ہونا ثابت کرکے مولانا ممدوح کو اپنا ہمخیال بنایا۔

قیمت ۴ ر

واقع وہم — از تصنیف میر سجاد حسین صاحب جسمیں مسئلہ تقیہ کی ہر پہلو کی نسبت بحث کرکے یہ دکھایا گیا ہے کہ تقیہ شعائر اسلام ہے۔ اور کن مواقع پر شریعت نے اسکی اجازت دی ہے۔

قیمت ۷ ر

تقریر دلپذیر — از تصانیف میر سجاد حسین صاحب مرحوم جسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام میں صرف دو فرقے ہیں۔ ایک شیعہ اور دوسرا خارجی۔ سنی کوئی نہیں ہے۔ قیمت ۱۲ ر

سرمۂ خاموشی — میر سجاد حسین صاحب کی وہ مشہور عجیب غریب حقیقت سے لبریز اور سنسنی خیز مقدمہ کی کتاب ہے۔ جو ہر شیعہ کیلئے قابل دید ہے قیمت ۱ر

خلفائے ثلثہ کا ایمان — ایک محقق فاضل سابق سنی المذہب کی تحقیق کا نتیجہ۔ قیمت ۱ ر

رسالہ عید غدیر — پیغمبر خدا صلعم کا خم غدیر پر حضرت علیؑ کو خلیفہ مقرر کرنا صحابہ سے بیعت لینا وغیرہ تمامی حالات حضرات اہلسنت کی معتبر کتب سے مفصل درج ہوئے ہیں۔ نیز اسمیں خطبۂ غدیر اور اعمال عید غدیر بھی شامل ہیں۔ جو ہر شیعہ کے لئے ازبس ضروری ہے۔ قیمت ۴ ر

التطہیر — جسمیں نہایت شرح وبسط کے ساتھ عقلی اور نقلی دلائل سے اس امر کو ثابت کیا گیا ہے کہ آیۂ تطہیر کے مصداق سوائے خمسہ نجبا آل عبا اور کوئی نہیں مصنف نے بڑی محنت سے علاوہ فریقین کی

کتب کے دیگر مشہور انگریزوں کی تصنیفات
سے حوالہ جات دیئے ہیں۔ قیمت ۴ر ؁

رسالہ نظریہ از تصنیفات جناب مولوی سید محمد ہارون صاحب جس میں مولانا موصوف نے چھ زبردست سوالوں کے جوابات مثل (۱) ابو طالب کا ایمان (۲) خلیفہ ثالث کا لقب ذوالنورین کی کیفیت وغیرہ وغیرہ حضرات اہلسنت کی معتبر کتب سے بڑی محنت اور توضیح کے ساتھ دیئے ہیں۔ قیمت ۲ر ؁

ریویو الفاروق جو بجائے خود دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے علیگڈھ کالج کے مشہور پروفیسر مولوی شبلی نعمانی کی کتاب الفاروق پر محققانہ ریمارک جو حضرات الفاروق ہر دو جلد قیمتی للعہ نہیں خرید سکتے وہ اسے ضرور منگوائیں قیمت ۲ر ؁

اعجاز جعفری از تصنیف لالہ ولورام کوثری جسمیں حضرت امام جعفر صادق کے معجزات نظم میں درج ہوتے ہیں۔ لطف یہ کہ پہلے معجزہ کو صرف ایک شعر میں اور دوسرے معجزہ کو صرف دو شعر میں علیٰ ہذا اسی ترتیب سے۔ قیمت ۲ر ؁

النار الجحیم لہاتک قرآن العظیم (اردو) اسمیں تقریباً وہ تمام اعتراضات جو حضرات اہلسنت کیطرف سے دربارہ کمی بیشی قرآن امامیہ پر ہوا کرتے ہیں عقلی و نقلی دلائل سے محققانہ طور پر رد کئے گئے ہیں نیز اہلسنت کے جامع قرآن کا قرآن سے سلوک۔ انہی کی کتب سے ثبوت۔ قیمت ۸ر

اظہار حق یہ رسالہ اثبات متعہ میں اپنا آپ ہی نظیر ہے مستند اور قوی دلائل و براہین کا ایسا مجموعہ ہے کہ منکر کو سوائے تسلیم کے کوئی چارہ نہیں رہتا قیمت ۶ر ؁

تفریح الشیعہ یہ کتاب اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے جس میں لطیف ترین مضامین مختلف تاریخوں علما کی سوانح عمریوں سے انتخاب کرکے جمع کر دیئے ہیں۔ علما کے دلچسپ مناظرے لطیف روایتیں اور دلپذیر حکایتیں جناب علے مرتضیٰ کے علم لدنی کے نمونے وغیرہ وغیرہ درج ہیں۔ قیمت ۶ر ؁

ازالہ اشتباہ۔ عام فہم غلطی کو دور کرنے کیواسطے جو شیعوں کی نسبت کہی جاتی ہے کہ وہ اصحاب رسول کو سب کرنے میں اسمیں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ فرقہ شیعہ میں سب کرنا جائز نہیں ؁